اکابر علماء دیوبند کی فتح مبین

مناظرے سے مولوی احمد رضا خان کے گریز کی مکمل روداد

قاصمۃ الظہر
فی
بلند شہر

مؤلفہ

جناب عبدالغنی صاحب خورجوی

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین

۶-بی شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ، لاہور

طالب دعاء! عرفان اختر

سلسلۂ مطبوعات (٦)

نام کتاب ـــــــــــ قاصمة الظهر فی بلند شہر

مصنف ـــــــــــ جناب عبد الغنی خورجوی

تاریخ طباعت ـــــــــــ جمادی الثانیہ ۱۳۹۹ھ مئی ۱۹۷۹ء

ناشر ـــــــــــ انجمن ارشاد المسلمین لاہور

پریس ـــــــــــ کاسمو پرنٹنگ پریس

تعداد ـــــــــــ ایک ہزار

قیمت ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ۳ روپے

ملنے کے پتے

(۱) سبحانی اکیڈمی ۔ ۹ ار اردو بازار ـــــــــــ

(۲) انجمن ارشاد المسلمین ۲ ۔ بی شاداب کالونی حمید نظامی روڈ لاہور

(۳) مدرسہ عربیہ حفظ القرآن سرکلر روڈ کہروڑ پکا ـــــــــــ ضلع ملتان

نوٹ : بذریعہ ڈاک منگوانے والے حضرات پتہ نمبر ۲ سے منگوائیں ۔

بنارِ واقعہ و شکریہ

سب سے پہلے اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ جو واقعہ اہل اسلام کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اس کی علت کیا تھی۔ خورجہ میں ابتدائے ۱۳۲۷ھ میں چودہری عبدالرحیم صاحب مرحوم نے مدرسہ عربی خازن العلوم بذاتِ خاص جاری کیا جس کا تکفل اپنی ذات سے وابستہ رکھا اور جناب مولانا عماد الدین صاحب شیرکوٹی اس کے مدرس اول مقرر ہوئے مولانا موصوف کا غایت تعلق مولانا شبیر احمد صاحب دیوبندی سابق مدرس اول مدرسہ فتح پوری زمانہ طالب علمی سے تھا مولانا شبیر احمد صاحب بوجہ تعلق قدیم مولانا عماد الدین صاحب سے ملاقات کے لیے تشریف لائے اور خورجہ میں وعظ فرمایا مولانا عماد الدین صاحب بلند شہر کے حالات سے باخبر ہو چکے تھے مولانا شبیر احمد صاحب کو بلند شہر وعظ فرمانے کے لیے مصر ہوئے اور دونوں صاحب بلند شہر تشریف لے گئے جن کے ہمراہ جماعت کثیر اہل خورجہ کی تھی جس میں بندہ بھی موجود تھا۔ بروز جمعہ وعظ ہوا جس کے بعد اس معاملہ کے متعلق جس کو آئندہ پیش کیا گیا ہے بندہ اور حافظ محمد عظیم صاحب میں گفتگو ہوئی۔

پس اصل سبب اس استیصال بدعات کا جس کے اظہار کے لیے یہ رسالہ ممہد کیا گیا ہے۔ مدرسہ خازن العلوم اور مولانا عماد الدین صاحب ہوئے۔ نیز حضرات علماء دیوبند کی تحریرات کا منگانا موقعہ عشرہ پر علماء دیوبند کو تشریف لانے کی تکلیف دینا مولانا عماد الدین صاحب اور ان کے طلباء کا بار بار بلند شہر جانا۔ طبع رسالہ کا انصرام کرنا وغیرہ وغیرہ امداد دیں اس مدرسہ ہی کے ذریعہ سے پہونچیں جس کے بانی نے نہایت خلوص کے ساتھ اس کو جاری کر کے جمیع مصارف کو اپنی ذات سے متعلق رکھا تھا۔ اہل خورجہ نے اس طرز پر زیادہ عرصہ نہ چلنے دیا کہ ضمنی شرکت ہوئے بالآخر بحکم حضرت مولانا محمود حسن صاحب صدر مدرس مدرسہ دیوبند و حضرت مولانا احمد حسن صاحب

امروہی بانی مرحوم کو عام شرکت کی اجازت دینی پڑی۔

چوہدری عبدالرحیم صاحب مرحوم نہایت فیاض اور کریم النفس شخص تھے مرحوم ۷ ار محرم کو بیمار ہوئے اور ۲۰ محرم بروز یکشنبہ دارِ فنا سے راہیٔ دارِ بقا ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ پاک ان کے پس ماندوں کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور ان کا خلفِ سعید بنائے اور مدرسہ کو جس شوق سے چوہدری صاحب مرحوم نے شروع کیا تھا اس کی طرف متوجہ ہوں۔ آمین ثم آمین، اور سب سے زیادہ شکر گزار حضراتِ دیوبند کا ہوں کہ جنہوں نے ادنیٰ اشارہ پر مستعدی مناظرہ کے لیے دستخطی تحریر روانہ فرمائی بلکہ بار بار تحریرات اس قسم کی روانہ فرمائیں کہ مجھے ان سے بہت زیادہ مستعدی ہوئی اور میری جرأت بڑھ گئی اگرچہ گفتگو حافظ محمد عظیم صاحب سے بندہ ہی کی ہوئی تھی مگر خلیفہ کریم بخش صاحب ابتدار گفتگو کے وقت سے موجود تھے اور اخیر تک وہ اس کام کو کرتے رہے اگر کسی وقت مجھے کاہلی ہوئی بھی مگر خلیفہ صاحب نے اول سے آخر تک نہایت مستعدی سے کام کیا جن کا میں نہایت شکر گزار ہوں۔

بندہ عبدالغنی عفی عنہ خورجوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا و مصلیا و مسلما :۔ امابعد : احقر العباد محمد عبدالغنی خورجوی اہل اسلام کی خدمت میں ملتمس ہے کہ اس زمانہ میں جب کہ گورنمنٹ انگلشیہ نے ہر مذہب و ملت کو پوری آزادی عطا فرما رکھی ہے چاہئیے تھا کہ اس وقت میں فرائض مذہبی کو ادا کرتے اور ترقی اسلام کی تقریر و تحریر سے کوشش کر کے محاسن اسلام ایسے بیان کرتے کہ دوسرے لوگ بھی اسلام کے شیدا ہو جاتے مگر بدقسمتی سے بہت سے ناعاقبت اندیشوں نے اس آزادی کو بے جا طور پر استعمال کر کے نئے نئے شگوفے پیدا کر دیئے اور اپنی خواہشات نفسانی کے تابع ہو کر جس کو چاہا مذہبی آڑ میں بہت کچھ کہہ لیا۔ ترقی کیا کرتے گھر کے مسلمانوں کو اسلام سے خارج کرنے کی تدبیریں ڈال دیں چنانچہ عرصہ ہوا فاضل اجل جناب احمد رضا خان صاحب بریلوی نے علماء دیوبند کی تکفیر میں فتویٰ شائع کیا اور بعض رسائل و اشتہارات بھی کہ جس میں علماء دیوبند کے سب و شتم کا کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ ساتھ ہی یہ بھی دعویٰ کہ علماء دیوبند مناظرہ سے گریز کرتے ہیں اس واقعہ نے قلوب اہل اسلام کو پاش پاش کر دیا اور ہر قصبہ و شہر میں اختلاف کی آگ بھڑکا دی۔

بندہ کو نہ ایسی قابلیت کہ ان مباحث کو سمجھے نہ مشاغل سے فرصت نہ کسی گروہ کی بے جا تائید و تردید سے غرض نہ علماء دیوبند سے خواہ مخواہ کی حمیت و عصبیت نہ فاضل بریلوی سے نفرت، البتہ یہ خیال ضرور دل میں جاگزیں کہ مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کو حق جل و علیٰ شانہ نے، دیانند سرستی بانی مذہب آریہ سماج اور پادری اسکاٹ و نولس

وغیرہ جیسے مخالفینِ اسلام کے مقابلہ میں پیدا کیا۔

جہاں مولانا کی خبر ان کے کان میں پڑی بھاگتے نظر آئے اور آج بھی ان کے متوسلین و معتقدین میں جس قدر اتباعِ سنت پایا جاتا ہے دوسری جگہ معدوم، علیٰ ہذا دیگر حضرات، پھر تعجب کہ ان جیسے حضرات کو کافر بنایا جائے بلکہ جو اِن کو کافر نہ سمجھے یا ان کے کفر میں شک و شبہ کرے وہ کافر معاذ اللہ۔

یہ وہ خیال تھا کہ جس نے مولانا بریلوی کے فتویٰ تکفیر کی صداقت سے باز رکھا مگر بقول بریلوی "اگر ان کو نعوذ باللہ کافر نہ سمجھے تو خود دائرۂ اسلام سے خارج" اپنے اسلام کی فکر پڑی اور قلب میں دونوں فریقوں سے دوری پیدا ہو گئی۔

اتفاقاً مجھے اور خلیفہ کریم بخش صاحب کو ۸ رمضان المبارک بلند شہر جانے کا موقعہ ہو گیا جہاں فاضلِ بریلوی کے بعض متبعین موجود ہیں ان سے یہی گفتگو چھڑ گئی جس پر بندہ نے کہا کہ جناب آپ کا کسی کو کافر کہنا اگر وہ عند اللہ مومن کامل ہے کچھ ضرر نہیں پہونچا سکتا جس پر جواب دیا گیا کہ اگر علماء دیوبند اس الزام سے بری ہیں تو الزام اٹھانے کی کیوں فکر نہیں کرتے حالانکہ فاضلِ بریلوی کی طرف سے بہت سے رسائل و اشتہارات طلب مناظرہ کے لیے شائع ہو چکے ہیں میں نے عرض کیا جناب جس طرح فاضلِ بریلوی نے اشتہارات اور رسائل شائع کر رکھے ہیں اسی طرح علماء دیوبند کی طرف سے جوابات اور طلب مناظرہ کیا جاتا ہے۔ مگر مناظرہ آج تک کبھی نہ ہوا تحریر کے لیے دونوں جانب سے بہت وسعت ہے اور اس کا کچھ بھی نتیجہ نہیں اگر ایک مرتبہ تقریری مناظرہ ہو جائے جس کی دونوں جانب سے مستعدی ظاہر کی جاتی ہے اہلِ اسلام پر اظہارِ حقانیت ہو جائے اس کی فکر کیجیے اور طعن و تشنیع سے بچیے۔ بہتر صورت یہ ہے کہ کسی جگہ دونوں فریقوں کو جمع کر کے گفتگو کرائی جائے تاکہ اہلِ اسلام نزاعِ باہمی سے محفوظ رہیں

اگر کوئی فریق آنے سے پہلو تہی کرے سمجھا جائے کہ اسی کی طرف سے گریز ہے جس پر حافظ محمد عظیم صاحب بلند شہری نے فرمایا کہ اگر تم علماء دیوبند کے بلانے کا ذمہ کرتے ہو تو میں فاضلِ اجل بریلوی صاحب کو خورجہ میں ضرور بلاؤں گا۔ میں نے کہا کہ اگرچہ مجھے اس بارے میں اُن حضرات سے دریافت کرنے کا موقعہ نہیں ملا مگر توکل بخدا اور ان کے تقدس و تدین پر اعتماد کر کے وعدہ کرتا ہوں کہ اُن حضرات کو بمقام خورجہ بغرض مناظرہ و احقاق اگر آپ فاضلِ اجل احمد رضا خاں صاحب کو لائیں گے تو میں ان کو بھی ضرور لے آؤں گا۔

گفتگو مجمع میں اسی پر ختم ہوئی کہ حافظ محمد عظیم صاحب فاضلِ بریلوی صاحب کو مناظرہ کے لیے خورجہ بلاویں اور بندہ علماء دیوبند کو۔

چونکہ اس اختلاف کی آگ بہت سی جگہ پھیل چکی تھی اور یہ صورت اِس اختلاف کی بیخ و بنیاد کاٹنے والی معلوم ہوئی اِس لیے مناسب سمجھا کہ جہاں تک ممکن ہو نہایت مستعدی سے یہ کام انجام کو پہونچایا جاوے اور جو کچھ نتیجہ برآمد ہو اہلِ اسلام کی خدمت میں پیش کیا جاوے تاکہ واقعات سے صحیح نتیجہ نکال سکیں اور بلاء سب و شتم سے بچیں۔ اِس لیے خادم نے اِس معاملہ میں نہایت کوشش کی اور جو کچھ واقعات پیش آئے مفصلاً مذکور ہوتے ہیں۔ نتیجہ ناظرین باانصاف کی رائے پر موقوف ہے جس وقت بندہ بلند شہر سے خورجہ واپس آیا ایک کارڈ رجسٹری شدہ بمضمون مذکورہ ذیل حافظ محمد عظیم صاحب کی خدمت میں ارسال کیا اور یہ التزام کیا کہ جو تحریر جاوے رجسٹری شدہ ہو تاکہ وقت اشاعت پوری سند موجود رہے اور کسی کو اپنی تحریر سے گریز نہ ہو۔

نقل رجسٹری نمبر اول بنام حافظ محمد عظیم صاحب بلند شہری منجانب بندہ عبدالغنی خورجوی

عنایت فرمایم جناب حافظ محمد عظیم صاحب تاجر بلند شہر۔ السلام علیکم۔ جناب نے ۸ رمضان المبارک کو وعدہ فرمایا تھا کہ میں فاضل احمد رضا خاں صاحب بریلوی کو مناظرہ کے لیے خورجہ بلاؤں گا۔ لہذا آپ اپنے وعدہ کے موافق تحریر فرمائیے کہ جناب کب تک خاں صاحب کو بلائیں گے اور مناظرہ کی کون سی تاریخ مقرر ہوگی۔ مقررہ تاریخ سے مجھے بھی اطلاع دی جائے کہ بندہ بھی علماء دیوبند کو وقت مقررہ کی اطلاع دے جہاں تک ممکن ہو اس کام میں دیر نہ کی جائے اگر اللہ تعالی نے اس کام کو آپ کے ہاتھوں کرا دیا تو آپ نہایت اجر کے مستحق ہوں گے۔ بندہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کی خدمت مہمانی سے باہر نہ ہوگا۔ جواب سے جلد مطلع فرمایا جائے والسلام

بندہ عبدالغنی حنفی عنہ۔ از خورجہ ضلع بلند شہر

مورخہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ

یہ رجسٹری ۱۵ رمضان المبارک کو شیخ محمد عظیم صاحب کی خدمت میں روانہ کی گئی جس کے جواب میں نہایت درجہ تاخیر ہوئی مکرر تقاضے بھیجے گئے مگر جواب ندارد بالآخر مجبوراً ذرائع سے تفتیش شروع کی کہ حافظ صاحب بوقت گفتگو اس قدر مستعدی ظاہر کرتے تھے اب کیا وجہ کہ جواب نہیں دیتے۔ معلوم ہوا کہ حافظ محمد عظیم صاحب نے جو کچھ اپنی زبان سے اس وقت کہا تھا وہ محض انہیں کے خیالات نہ تھے بلکہ انہوں نے جو کچھ اس وقت فرمایا وہ سب کچھ مولوی کرامت اللہ خاں صاحب دہلوی کا پڑھایا ہوا تھا مولوی کرامت اللہ خاں صاحب عرصہ دراز سے ہر سال دو مرتبہ بلند شہر تشریف لاتے ہیں اور اثناء وعظ میں جب دیکھتے ہیں کہ اپنے معتقدوں کے سا

کو بھی نہیں علماء دیوبند پر تعریض کر جاتے ہیں۔

بلکہ جدید واقعہ ۲۴ شوال ۱۳۳۱ھ میں یہ پیش آیا کہ مولوی کرامت اللہ خان صاحب جس وقت جامع مسجد بلند شہر میں وعظ فرما رہے تھے درمیان وعظ میں یہ جملہ فرمایا کہ " دیکھا دیوبندیوں کو صاحبزادہ احمد رضا خاں نے مدرسہ میں پچاس روپیہ دیئے جس کی وجہ سے ان کو کرسی دی گئی اور جملہ علماء فرش خاک پر بیٹھے " اتفاقاً ایک شخص نے حاجی رحمت اللہ صاحب سے کہا کہ مولوی صاحب جھوٹ بولتے ہیں۔ کرسی صاحبزادہ صاحب کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اس پر حاجی رحمت اللہ صاحب نے کہا کہ مولوی صاحب کو ہرگز ایسا نہ کہو اس شخص نے کہا کہ ایک تو منبر پر بیٹھ کر جھوٹ بولے اور کوئی سچ کہے تو آپ سچے کو جھٹلائیں۔ مولوی صاحب نے وعظ کے اختتام پر فرمایا اہل بلند شہر کے عقیدے خراب ہوتے جاتے ہیں اب بلند شہر آنا ٹھیک نہیں (سبحان اللہ مولوی صاحب یہی پیری مریدی ہے اور سفید جھوٹ اسی کو کہتے ہیں کہ آپ ممبر پر بیٹھ کر جھوٹ بولیں اور جو سچ کہے اس کے عقیدے درست نہیں) غرض مولوی کرامت اللہ خان صاحب اسی قسم کی بہت سی تعریضیں علماء دیوبند پر کرتے ہیں اور خان صاحب بریلوی کی عظمت قلوب مریدین میں واقع کرتے ہیں جس کی وجہ سے مریدین مولوی کرامت اللہ خان صاحب علماء دیوبند کی طرف برے خیالات رکھتے ہیں اسی وجہ سے حافظ محمد عظیم صاحب نے اس قسم کے کلمات کہے تھے اور اسی جرأت پر خان صاحب بریلوی کے بلانے کا وعدہ کیا تھا۔ اب جب تک مولوی کرامت اللہ خان صاحب سے نہ ملیں گے آپ کو جواب نہ دیں گے چنانچہ اس واقعہ کی تائید اس سے پوری ہوگئی کہ حافظ محمد عظیم صاحب دہلی تشریف لے گئے اور وہاں سے آ کر رجسٹری مندرجہ ذیل روانہ کی۔ جو ۱۸ شوال کو ہمارے پاس پہونچی۔

عہ یہ صاحب مولوی کرامت اللہ خان صاحب کے خاص معتقدین میں سے ہیں ۱۲۔

نقل رجسٹری آمدہ منجانب حافظ محمد عظیم صاحب بنام بندہ عبد الغنی خورجوی

بخدمت شریف جناب شیخ عبد الغنی صاحب تاجر خورجہ - وعلیکم السلام - بجواب آپکے نوٹس مورخہ ۱۹ ار ستمبر قلمی ہے کہ میں حسب وعدہ اب بھی آمادہ ہوں اور دوبارہ وعدہ کرتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت عالم اہل سنت بریلوی کو میں تشریف آوری خورجہ پر آمادہ کرلوں گا اور خورجہ لے آؤں گا اور آپ حضرات علماء اہل دیوبند کے بلانے کے ذمہ دار ہیں لہذا عرض ہے کہ قبل اس کے کہ آپ ان حضرات کے بلانے کا قصد فرمائیں ان حضرات کی قلمی و دستخطی تحریر اس مضمون کی منگوا دیجیے کہ ہم مولانا صاحب موصوف سے ان مسائلِ مختلفہ میں جو عام مسلمانوں کے اختلاف کا باعث ہو رہے ہیں جن کی بنیاد پر علماء حرمین طیبین نے تکفیر کی ہے مناظرہ کے واسطے تیار و آمادہ ہیں اور بمقام خورجہ ضلع بلند شہر تاریخ مقررہ فریقین پر مناظرہ کے واسطے آجائیں گے - آپ اس تحریر پر غالباً یہ جواب دیں گے کہ اسی طرح مولانا صاحب کی طرف سے بھی تحریر آنا چاہیے مگر غالباً آپ کو معلوم ہو گا کہ جناب مولانا صاحب موصوف کی طرف سے برابر وپیہم چند سال سے بذریعہ مطبوعہ رسائل واشتہارات طلب مناظرہ کیا جا رہا ہے برائے مہربانی ملاحظہ ہوں - ظفر الدین الجید، ظفر الدین الطیب، بطش غیب، صدائے مناظرہ کین کش، پنجہ پیچ ، بارش سنگی، پیکانِ جانگداز، ونوٹس ہائے اول دوم سوم وچہارم و پنجم وششم وغیرہ -

یہ تمام رسائل واشتہارات بطلب مناظرہ بذریعہ ڈاک بصیغہ رجسٹری اکابر علماء دیوبند مولوی اشرف علی صاحب تھانوی، مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی و مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی مدرس اول مدرسہ دیوبند بھیجی جا چکی ہیں، تاہم اب کہ آپ اس دینی خدمت کا بیڑا اٹھاتے ہیں سمجھ

اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے آپ کو یہ بھی اجازت دی جاتی ہے کہ اگر یہ تینوں حضرات خود مناظرہ کرنے پر آمادہ نہ ہوں تو اپنی طرف سے جس کو چاہیں وکیل مطلق قرار دیں اور لکھ دیں کہ ہمارے وکیل کا ساختہ پرداختہ مثل ہماری ذات کے متصور ہوگا مگر یہ تمام صورتیں کہ خود مناظرہ کریں یا کسی کو وکیل مقرر کریں اول تحریری طے ہو جانا لازمی ہیں آپ جس وقت ان حضرات کی تحریرات منگالیں مطلع فرمادیں۔ ہیں اپنے ایفاء وعدہ کے واسطے تیار ہوں اور جو امور متعلق انتظام مناظرہ و تقرر تاریخ وغیرہ ہوں گے اس وقت طے ہوں گے۔

مکرر عرض ہے کہ آپ جس کام کا بیڑا اٹھاتے ہیں یہ معمولی کام نہیں ہے۔ اس میں رؤساء وعمائدین اہلِ اسلام کی شرکت بھی ضروری ہے۔ یہ علماء کا دینی وعلمی مناظرہ ہے نہ معلوم کس مدت تک ختم ہو لہذا اطلاعاً عرض ہے کہ اس کے تمام مصارف کے حسب وعدہ آپ ہی متکفل ہوں گے

الراقم حافظ محمد عظیم عفی عنہ از بلند شہر

مورخہ ۱۷ شوال المکرم ۱۳۲۸ھ ہجری

مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۱۰ء

اہل انصاف کو اس رجسٹری سے بخوبی علم ہو گیا ہو گا کہ علماء دیوبند کی تحریر طلب کرنے اور فاضلِ بریلوی کی تحریر نہ منگانے میں انصاف کا کیسا خون کیا ہے جب کہ علماء دیوبند کی طرف سے مقدارِ کثیر میں رسائل واشتہارات بھی شائع ہو چکے ہیں۔ نیز آخر میں دھمکی دے کر کہتے ہیں کہ یہ معمولی کام نہیں اس میں رؤساء عمائدین اہلِ اسلام الخ خیر ہمیں کام کرنا تھا۔ سو کیا۔ اللہ جل شانہ نے حق کو خوب واضح کر دکھایا رجسٹری مذکورہ بالا کا جواب اگر ہم چاہتے تو خود دے دیتے لیکن ہمیں اس معاملہ کو انجام کو پہونچانا تھا اس لیے مناسب سمجھا کہ رجسٹری آمدہ بلند شہر معہ باقی حالات کے دیوبند روانہ کر دی جائے تاکہ تحریر آنے کے بعد جواب دیا جائے۔ جس وقت حضرات علماء

دیوبند کی دستخطی تحریر مندرجہ ذیل ہمارے پاس پہونچی نہایت مستعدی سے حافظ محمد عظیم صاحب کی خدمت میں جواب دیا گیا جو بعد اندراج تحریر دستخطی نقل کیا جائے گا۔

نقل تحریر دستخطی آمدہ از دیوبند معہ دستخط حضرات ثلاثہ

باسمہٖ تعالیٰ حامدًا و مصلیًا

فوٹو کا فتوائے منسوب بجانب حضرت مولانا مولوی حافظ رشید احمد صاحب محدث گنگوہی قدس سرہٗ العزیز اور بعض عبارات تحذیر الناس و براہین قاطعہ و حفظ الایمان کی وجہ سے جو ہم پر اور ہمارے اساتذہ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین پر مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے الزام و اتہام توہین خداوند عالم جل و علیٰ شانہٗ و توہین جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم کا لگا کر تکفیر کی اور کرائی ہے امور مذکورہ میں خان صاحب سے ہم تقریری مناظرہ کرنے کو بالکل مستعد و آمادہ ہیں۔ بقاعدہ مسلمہ خان صاحب الاہم فالاہم ان مسائل کے طے ہونے کے بعد اور بھی جو ان کے اور ہمارے درمیان مسائل مختلفہ ہیں گفتگو کے لیے آمادہ ہیں خان صاحب بھی اپنی تحریر مستعدی مناظرہ کے بارہ میں بھیج دیں فقط اگر مناظرہ کے وقت کسی کو کوئی عذر پیش آئے تو وہ اپنا وکیل باضابطہ پیش کرے گا کہ جس کا ساختہ پرداختہ عین مؤکل کا سمجھا جائے گا

خلیل احمد بقلم خود   بندہ محمود عفی عنہٗ   اشرف علی عفی عنہٗ بقلم خود

تحریر مذکورہ بالا سے حضرات دیوبند کی مستعدی بخوبی ظاہر ہے اس تحریر کے ہمراہ جو دوسرا پرچہ آیا تھا اس میں تحریر فرماتے ہیں۔ یہ تحریر جاتی ہے اس کو آپ نہایت احتیاط سے رکھیے اور اس معاملہ کو نہایت زور کے ساتھ کیجیے۔ بلند شہر کو جواب روانہ کیجیے اور اس معاملہ

میں نہایت تاکید کیجیے حافظ محمد عظیم صاحب سے یہ مطالبہ کیجیے کہ حسب وعدہ آپ جناب احمد رضا خان صاحب کو لائیں اور ان کی تحریر پیش کر کے ہماری تحریر لے لیں اور اگر وہ نہ آئیں تو ایک محضر نامہ تیار کرنا چاہیے جس پر سب کے دستخط کرانے چاہئیں۔ وغیرہ

یہ تحریر آنے کے بعد بندہ کی طرف سے مذکورہ ذیل جواب دیا گیا

نقل رجسٹری نمبر ۲ بنام حافظ محمد عظیم صاحب منجانب بندہ عبد الغنی خورجوی

باسمہٖ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مسلماً

جناب حافظ محمد عظیم صاحب تاجر بلند شہر، السلام علیکم۔ بجواب تحریر سامی محررہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء عرض ہے کہ جناب نے فاضل بریلوی سے تحریر نہ طلب کرنے کی وجہ یہ تحریر فرمائی ہے کہ جناب فاضل بریلوی کی طرف سے اس قدر رسائل و اشتہارات بطلب مناظرہ حضرات علماء دیوبند کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری بھیجے گئے تو مہربانم اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ ان رسائل و اشتہارات کے مصنف و مشتہر جناب خان صاحب بریلوی ہیں اس لیے ان کی قلمی تحریر و دستخط کی حاجت نہیں بخلاف ان رسائل و اشتہارات کے کہ جو حضرات دیوبند کی طرف سے شائع ہوئے کہ ان کے مصنفین ان حضرات کے خدام و معتقدین ہیں اس لیے وہ بجائے ان کی تحریر کے نہیں ہو سکتے تو مہربانی فرما کر وہ تمام رسائل اشتہارات بندہ کے پاس بھیج دیجیے جہاں تک میرا علم ہے ان میں ایک رسالہ بھی خان صاحب بریلوی کا نہیں ہے اور اگر یہ مطلب ہے کہ فاضل بریلوی کے کسی مرید یا معتقد نے شائع کیے ہیں۔ تو پھر انصافاً آپ ہی فرمائیے کہ ادھر کے رسائل و اشتہارات۔ اسکات المعتدی، آخری اتمام حجۃ، چپ شاہ بریلوی گرفتار

مجدد بریلوی سے مناظرہ، مناظرہ کی انتہائی کوشش، النبل الاکبر علی راس الآخر، بتدس المہاد لمن یخلف المیعاد، الدیم الموعود علی ناکس العہود، انتصاف البری من الکذاب المفتری، ردّ التکفیر علی الفحاش الشنظیر، اسوہ النقم علی مکفر نفسہ من حیث لا یعلم وغیرہ وغیرہ جو وقتاً فوقتاً خاص مناظرہ ہی کے لیے فاضل بریلوی کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری و ڈاک و دستی بھیجے گئے۔ کیوں دستخطی تحریر کا کام نہیں دیتے۔ مہربانم ان کو ملاحظہ فرما کر ہم سے بھی آپ تحریر نہ طلب کریں گے۔ لیکن ہم کو تو اس نزاع کے اوٹھانے کا ثواب حاصل کرنا ہے اتنے جواب پر اکتفا نہ کریں گے جناب نے نہایت بہتر کیا کہ تحریر دستخطی طلب فرمائی کیونکہ اس سے قبل جناب حافظ صاحب گیسوپور والوں نے بھی یہی وعدہ فرمایا تھا کہ جب جناب مولانا خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم چندپایہ تشریف لاویں گے تو ہم جناب خان صاحب بریلوی کو لے آئیں گے۔ جناب مولانا خلیل احمد صاحب نے صاف تحریر فرمادیا تھا کہ ہم بالکل مستعد ہیں جس وقت جناب خان صاحب بریلوی فرماویں حاضر ہوجاویں گے مگر اس کے بعد گیسوپور کے صاحبوں نے بالکل سکوت اختیار کیا اور چپ ہو بیٹھے نیز دیوبند کے بے نظیر جلسۂ دستار بندی میں مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی کو جناب خان صاحب بریلوی نے خط دے کر بھیجا۔ مولوی محمد حسین صاحب نے بحیثیت وکالت جناب شیخ وحید الدین صاحب و جناب شیخ بشیر الدین صاحب رئیسان میرٹھ و جناب قاضی عبد الغنی صاحب منگلوری وغیرہم معزز حضرات کے روبرو انہیں حضرات کے دستخطوں سے مزین معاہدہ تحریر کیا جس کا مفصل ذکر بتدس المہاد لمن یخلف المیعاد میں ہے۔ جناب خان صاحب بریلوی اس معاہدہ کا ذکر ہی نہیں فرماتے ہرچہ گذشت گذشت آپ نے وعدہ فرمایا اور آپ اپنے وعدہ پر پختہ ہیں آپ کے طلب فرمانے پر فاضل بریلوی تشریف لے آویں گے۔ بنظر بالا اس بارہ میں تو آپ کو ضرور ہی تحریری

دستاویز حاصل کرنی چاہیے اور ہم کو عنایت فرمانی چاہیے نہ کہ ہم سے الٹی تحریر طلب فرمائیں تاہم چونکہ ہم کو کام کرنا ہے ہم نے حضراتِ اکابر علماء دیوبند کی خدمت میں عریضہ لکھا ان حضرات کی تحریر ہمارے پاس آگئی وہ بالکل مستعد ہیں آپ بھی جناب خان صاحب بریلوی کی مُہری دستخطی تحریر حاصل فرمالیں کہ جناب خان صاحب بریلوی وقت معینہ پر بغرض مناظرہ تشریف لائینگے پھر اس کے بعد ایک روز کے واسطے آپ یہاں تشریف لے آئیں اپنی تحریر ہم کو عنایت فرمائیں اور ہم سے اس طرف کی تحریر لے لیں اس کے بعد واجبی اور انصافی طور سے شرائط مناظرہ کو طے فرما کر تاریخ متعین کر کے اعلان دے دیا جاوے گا۔ مصارف کے متعلق جو بندہ نے قبل میں عرض کر دیا ہے اس سے مجھے کسی وقت انکار نہیں۔ اپنے حضرات کا تو میں ذمہ دار ہوں اور موافق تحریر سابق خان صاحب بریلوی کی بھی خدمتِ مہمانی سے باہر نہیں بلکہ ان کے ہمراہ تین چار آدمی اور بھی ہوں گے تو مجھے پانچ حضرات کی خدمت سے کسی طرح دریغ نہ ہوگا۔ ایسے حضرات کی خدمت باعثِ اجر جانتا ہوں۔ فریقین کے شائقین مناظرہ اپنا انتظام خورد و نوش خود فرمائیں گے منتظمین مناظرہ جمیع مناظرہ کے شائقین کے تکفل سے بری ہوں گے۔

اگر اس مستعدی کے بعد بھی خان صاحب نے انکار فرمایا اور یہ کہہ دیا کہ ہم نے حافظ محمد عظیم صاحب کو کب وکیل بنایا تھا جو ان کا وعدہ ہمارے ذمہ پورا کرنا ہو تو براہِ انصاف آپ کو اس کی شہادت دینی لازم اور آپ کو خان صاحب اور ان کے اعتقادات سے علیحدگی اختیار فرمانی ہوگی۔ اگر خان صاحب بریلوی مناظرہ پر آمادہ نہ ہوں یا ایسے شرائط لگائیں جن کا بالفاظِ دیگر یہ مطلب ہو کہ مناظرہ منعقد نہ ہو تو موافق اعلان انتصاف البری اور رد تکفیر کے اس طرف کا جو کوئی بھی مناظرہ پر آمادہ ہو گفتگو کرے اور خان صاحب بریلوی اور ان کے معتقدین کی جو ان کے ہی اقوال سے تکفیر ثابت کی ہے اس کو ہی اٹھا دیں اور حضرات اہلِ دیوبند کے اکابر پر جو جو الزامات توہین خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لگائے ہیں ثابت کر دے اس طرف سے

بھی ان حضرات کے شاگردان شاگرد اس امر کے لیے مستعد وآمادہ ہیں۔ اگر خان صاحب بریلوی خود تشریف نہ لاویں اور خود مناظرہ نہ کریں اور آپ بھی اپنی ہمت صرف فرما کر مجبور ہو جائیں تو اس آخری شق کو اختیار فرمالیجیے مگر تصریح یہ فرما دیجیے کہ جناب فاضل بریلوی خود مناظرہ نہیں فرماتے اس وجہ سے شق ثانی کو بمجبوری اختیار کیا گیا۔ ہماری طرف سے بفضلہ تعالیٰ بڑے چھوٹے مناظرہ اور احقاق حق و رفع نزاع باہمی کے لیے ہر طرح مستعد ہیں۔ جناب خان صاحب بریلوی جس صورت کو اپنے لیے پسند فرماویں ہم لوگ حاضر ہیں اب سب کچھ آپ جلد کیجیے مکرر عرض ہے کہ ہمارے پاس حضرات اکابر علماء دیوبند کی دستخطی تحریر آگئی آپ منگانے میں عجلت فرمائیں اور اس کار خیر کو انجام کو پہونچائیں۔ آپ اپنی تحریرات کے مطابق جلد بلائے اور اس کام کے انجام پہونچانے میں تامل نہ فرمائیے

والسلام بندہ عبد الغنی از خورجہ ضلع بلندشہر و بندہ کریم بخش عرف خلیفہ کلن باہر خورجہ

مورخہ ۷ ذیقعدہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۱ نومبر ۱۹۱۰ء

جس وقت یہ رجسٹری جناب حافظ محمد عظیم صاحب کی خدمت میں پہونچی فوراً مشورہ کرنے والوں سے مشورہ کر کے جناب حافظ محمد حسین صاحب بلندشہری کی معرفت فاضل بریلوی کی خدمت میں بھیج دی خان صاحب بریلوی اشتہارات و رسائل لکھنے میں تو نہایت چست اور چالاک مگر خدا جانے اس رجسٹری نے کیا اثر ڈالا کہ چہ بیس روز بعد حافظ محمد حسین صاحب اس کا جواب لے کر بلندشہر پہونچے جس وقت فاضل بریلوی کا خط حافظ محمد عظیم صاحب کے پاس پہونچا حافظ صاحب نے مندرجہ ذیل خط بنام بندہ روانہ کیا:

نقل خط مرسلہ حافظ محمد عظیم صاحب بنام بندہ عبدالغنی خورجوی

کرم فرمائے من جناب شیخ عبدالغنی صاحب۔ السلام علیکم۔ مزاج مبارک،
بجواب خط مرسلہ آنجناب گذارش ہے کہ آپ کا خط بجنسہٖ خدمت میں جناب مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب بھیجا گیا تھا اس کا جواب انہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ تم اور شیخ عبدالغنی صاحب اس مشورہ کو آپس میں طے کرلو لہذا آپ صرف گھنٹہ بھر کے واسطے بلند شہر تشریف لائیے اور اس خط کو ملاحظہ کر لیجیے اور ان شرطوں کو طے کر لیجیے اور جو خط جناب مولانا اشرف علی صاحب وغیرہ کا آپ کے پاس آیا ہے اس کو ہمراہ لائیے تاکہ دونوں خطوں کی شرائط باہم طے ہو جائیں جہاں تک ممکن ہو جلد تشریف لائیے کار خیر میں دیر مناسب نہیں۔ چونکہ میری طبیعت علیل ہے ورنہ خود حاضر ہوتا۔ فقط والسلام

المرسل حافظ حاجی محمد عظیم سوداگر بلند شہر،

۲۴ ذیقعدہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۲۷ نومبر ۱۹۱۰ء

س خط سے اولاً یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جو تحریر ہماری مطلوب ہے وہ نہیں بھیجی گئی کیونکہ شورہ کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے ثانیاً یہ بھی تحریر ہے کہ جو خط بریلی سے آیا ہے دیکھ لیجیے۔ امر اول مشکوک ہونے کی وجہ سے طبیعت مردہ ہو گئی کیونکہ عرصہ سے یہی خیال تھا کہ فاضل بریلوی کی تحریر آجائے تو انتظام مناظرہ کا فکر کریں اور پرشان جلسہ مناظرہ دیکھیں یہ امید تو گئی گزری مگر پھر یہ خیال ہوا کہ معلوم نہیں خان صاحب کیا تحریر فرماتے ہیں اور چونکہ شرائط طے کرنے کو لکھا تھا مناسب معلوم ہوا کہ کسی کو ہمراہ چلنے کی تکلیف دوں چنانچہ اگلے ہی روز خلیفہ کریم بخش صاحب وجناب مولانا عماد الدین صاحب مدرس مدرسہ خازن العلوم کو ساتھ لے کر حافظ صاحب کی خدمت

میں پہونچا ابعد ما وجب وہ خط جو بریلی سے آیا تھا طلب کیا۔ حافظ صاحب نے جو کچھ جواب دیا بالکل معاملات سابقہ سے بے تعلق تھا جس کا مفصل حال آئندہ رجسٹری میں ملے گا اس وقت آخری گفتگو یہ ہو گئی تھی کہ یہ جواب جو بریلی سے آیا ہے بالکل بے تعلق ہے۔ مولوی احمد رضا خان صاحب سے یہ تحریر منگانی چاہیے کہ ہم مناظرہ کے لیے آسکتے ہیں یا نہیں۔ حافظ صاحب نے یہی وعدہ کیا کہ اب میں خود جا کر یہ تحریر لاؤں گا۔ اس کے بعد چونکہ پھر عرصہ دراز گذر گیا اور حافظ صاحب نے کوئی جواب نہیں بھیجا اور دیوبند سے متواتر تقاضے آئے اس لیے بطور تقاضا رشدید رجسٹری مندرجہ ذیل ان کے نام روانہ کی گئی۔

نقل رجسٹری نمبر ۳ بنام حافظ محمد عظیم صاحب منجانب

بندہ عبد الغنی خورجوی

عنایت فرمایم جناب حافظ محمد عظیم صاحب، السلام علیکم، جناب نے جو تحریر ۲ ذیقعد مطابق ۲۷ نومبر ہمارے پاس خورجہ روانہ کی تھی اس میں یہ تحریر تھا کہ ہم نے تمہاری رجسٹری بجنسہ مولانا بریلوی کی خدمت میں روانہ کر دی تھی اس کا جواب وہاں سے آگیا ہے آپ ایک روز کے واسطے بلند شہر تشریف لائیے اور اس خط کو دیکھ لیجیے اور دونوں تحریروں کے مطابق طے کر لیجیے۔ آپ کی تحریر کے ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چونکہ جناب نے یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ شرائط طے کر لیں اس واسطے اور نہایت پختگی کے لیے مولانا عماد الدین صاحب مدرس مدرسہ خازن العلوم خورجہ کو بھی بلند شہر لے جانے کی تکلیف دی۔ مولانا صاحب یہاں سے تشریف لے جا کر بلند شہر جناب محمد خاں صاحب رئیس بلند شہر کے مکان پر مقیم ہوئے اور ہم دونوں آپ کی خدمت میں پہونچے اور آپ کی تحریر کے مطابق ہم نے وہ تحریر جو بریلی سے آئی تھی طلب کی جناب نے جس کے جواب میں فرمایا کہ جو تحریر جناب مولانا صاحب بریلوی

کی آئی ہے وہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے نام ہے میں نے آپ کو اس لیے
بلایا ہے کہ مولانا بریلوی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ تم اور عبد الغنی آپس میں مشورہ کر لو اور
یہ خط جو مولانا اشرف علی صاحب کے نام کا آپ کے پاس جاتا ہے اس کو پانچ آدمی بلند شہر کے
اور پانچ خورجہ کے لے کر تھانہ بھون جائیں اور مولانا کو یہ خط دیں اور مولانا سے جواب لے لیں
اگر مولانا اس کا جواب نہ دیں تو رسید لے لیں کہ یہ خط ہمارے پاس پہونچا۔ اس پر میں نے
آپ سے عرض کیا کہ آپ نے تو یہ تحریر فرمایا تھا کہ مولانا بریلوی کی تحریر آگئی اس کو دیکھ
لیجیے مگر اب آپ یہ فرماتے ہیں اس پر میں اور آپ مولانا کے پاس جناب محمد خان صاحب
کے مکان پر آئے اور اس تقریر کو جو آپ کے اور میرے درمیان ہوئی تھی نقل کیا۔ مولانا
نے آپ کا خط جو ۲۴ ذیقعد کو گیا تھا نکال کر فرمایا کہ آپ کی تحریر میں بلانے کے بعد یہ لکھا
ہوا ہے کہ اس خط کو جو بریلی سے آیا ہے دیکھ لیجیے لہذا آپ اس خط کو دکھلائیں تاکہ جس
غرض سے ہم آئے ہیں اور آپ نے بلایا ہے وہ پوری ہو۔ اس کے بعد آپ نے شرائط کو تحریر کیا ہے وہ
بھی ہو جاتے گی آپ نے فرمایا کہ میں وہ خط لاتا ہوں آپ جا کر ایک خط جو خان صاحب
بریلوی کے دستخط سے مزین تھا لائے جس کا مضمون سابق میں آپ نے بیان کر دیا تھا اور
آپ نے یہ فرمایا کہ دوسرا خط جو مولانا تھانوی کے نام ہے وہ علیحدہ ہے جس کے دکھلانے
کی اجازت نہیں ہے۔ آپ کے اس بیان اور خط کے دکھلانے پر مولانا عماد الدین صاحب
نے فرمایا کہ جناب ہم نے آپ سے اپنی رجسٹری کا جواب طلب کیا ہے اور یہ چاہا ہے کہ
خان صاحب بریلوی اپنی دستخطی تحریر اس مضمون کی عطا فرمائیں کہ ہم تاریخ مقررہ مناظرہ پر آجائیں گے
جیسے آپ نے ہم سے طلب کی تھی اور ہم نے منگائی۔ جو ہمارے پاس اس وقت موجود ہے
اسی مضمون کی آپ بھی منگا دیں تعجب کہ آپ بجائے دستخطی تحریر کے خان صاحب بریلوی کا

خط جو انہوں نے مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے نام تحریر فرمایا جواب میں پیش کرتے ہیں، مکرمی آپ ہی سوچیے کہ آیا آپ اپنا وعدہ پورا کر رہے ہیں اور یہ جواب اپنے وعدہ کے مطابق دے رہے ہیں یا اس کے خلاف، ہمیں اس بات سے کیا بحث کہ فاضل بریلوی آپ کو کیا تحریر فرماتے ہیں چاہے آپ اس پر عمل کریں اور چاہے نہ کریں ہم کو تو آپ اس مضمون پر دستخط کرا کر اپنے وعدہ کے مطابق منگا دیجیے کہ تاریخ مقررہ مناظرہ پر ہم آسکتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے وعدہ کیا تھا اور آپ کو بڑا دعویٰ تھا کہ میں ضرور بلا دوں گا۔ آج وہ دعویٰ کہاں گیا۔ اگر فاضل بریلوی کی تحریر آجاتی تو ہم صرف مناظرہ کا کچھ انتظام کرتے۔

آپ نے جب فاضل بریلوی کو ہماری رجسٹری بجنسہٖ روانہ کی تھی تو اس کے جواب میں ان کو لازم تھا کہ آپ کو یہ تحریر کر دیتے کہ ہم آپ کے وعدہ کے موافق وقت پر آجائیں گے یا انکار صاف کر دیتے نہ کہ جواب میں آپ کو یہ تحریر کرتے کہ آپ اِس ملفوف خط کو مولانا تھانوی کی خدمت میں لے جائیے، اور کسی دوسرے کو نہ دکھائیے۔ نیز خان صاحب بریلوی کو کسی مناظرہ سے اس بارہ میں گفتگو کرنا چہ معنی دارد باوجودیکہ آپ کی اور ہماری تحریر میں کہیں یہ تخصیص موجود نہیں کہ فقط مولانا تھانوی ہی مناظر ہوں گے۔ آپ کی تحریر اول میں حضرت مولانا محمود حسن صاحب صدر المدرسین مدرسہ عالیہ دیوبند اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدفیوضہم العالیہ کے دستخط طلب ہیں اور یہی مناظر ہیں یا ان کی طرف سے کوئی وکیل۔ پھر تعجب کہ خان صاحب بریلوی باوجود سب باتوں کے مولانا تھانوی کے نام خط تحریر کریں۔ مولانا عماد الدین صاحب نے جس وقت یہ تمام باتیں سمجھائیں اور بحمد اللہ آپ سمجھ بھی گئے اور یہ فرمایا کہ بے شک مولانا اشرف علی صاحب کے نام خط لکھنا اس واقعہ سے کوئی نسبت نہیں رکھتا۔ میں پھر خان صاحب بریلوی

کی خدمت میں خط لکھتا ہوں اور یہ لکھتا ہوں کہ جو والانامہ آپ کا آیا وہ خورجہ والوں کی رجسٹری کا جواب نہیں ہو سکتا آپ کی تشریف آوری کے متعلق میں نے وعدہ کر لیا ہے آپ تشریف لائیے ورنہ اس وقت جناب کا تشریف نہ لانا گویا دلیل مغلوبیت ہوئی جاتی ہے اور ایک تحریر ایسی ہمارے پاس روانہ فرما دیجئے کہ جس سے خورجہ والوں کو اطمینان ہو جائے کہ آپ وقت پر تشریف لاویں گے خورجہ والے دیوبند سے اسی مضمون کی تحریر منگا چکے اخیر گفتگو پر آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میں خود بریلی جاؤں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ اس مضمون پر دستخط کرا کر لاؤں گا۔

جناب من۔ آج اس گفتگو کو پندرہ روز ہو گئے آپ نے ابھی تک کچھ جواب نہیں دیا مناسب ہے کہ جلد اس معاملہ کو طے کر دیجئے۔ جس وقت سے دیوبند سے ہمارے پاس دستخطی تحریر آئی ہے اُس وقت سے دیوبند سے تقاضہ پر تقاضہ چلا آرہا ہے کہ نہایت کوشش سے اس کام کو کرو۔ ہم کو جواب دیتے ہوئے بھی شرم آتی ہے، ہم کیا جواب دیں، آپ نے نہایت تساہل کر رکھا ہے۔ بھلا انصافاً آپ ہی فرمائیے کہ ہم دیوبند کو کیا جواب دیں فاضل احمد رضا خانصاحب بریلوی نے بہت سے اشتہارات و رسائل اس مضمون کے شائع کر رکھے ہیں کہ ہم مناظرہ کے لیے مستعد ہیں اور آپ کی اوّل رجسٹری میں بھی یہ مضمون موجود تھا کہ ان کی طرف سے برابر رسائل و اشتہارات طلب مناظرہ کے لیے شائع ہوتے رہتے ہیں اگر فاضل اجل بریلوی کا واقعی یہی ارادہ ہے کہ مناظرہ کر کے وہ مسائل کہ جن میں خانصاحب اور اہل دیوبند میں اختلاف ہے اس اختلاف کو اٹھا دیں تو ایسا موقع پھر کونسا مل سکتا ہے کہ اہل دیوبند میں سے ہر ادنیٰ و اعلیٰ احقاق حق اور اظہار حق کے واسطے موجود ہو۔ خانصاحب بریلوی کو ضرور اس وقت ایسی تحریر دیدینی چاہیے جس کے بعد انتظام

مناظرہ کا فکر کیا جائے۔ کیونکہ جب تک دونوں طرف سے پختگی معلوم نہ ہو اس وقت تک کچھ انتظام نہیں ہو سکتا مہربانم جلد اس قضیے کو طے کرا دیجیے اور فاضل اجل بریلوی کو بہت جلد اچھی طرح اطلاع دیجیے یہ بہت اچھا موقعہ ہے حضراتِ دیوبند کی تحریر آچکی آپ کیوں تامل کرتے ہیں اور مناظرہ میں بہتر طریقہ مناظرہ تقریری ہے تحریری میں کچھ نہیں ہو سکتا ہر شخص اپنی کہے جاتا ہے۔ بہتر کہ جلد کوشش مناظرہ تقریری کی جائے۔ آپ نے اس وقت تو نہایت بھروسہ اور ناز سے بلانے کا دعویٰ کیا تھا۔ آج کیا ہو گیا اور کیسا تامل ہے۔ کیا آپ نے وعدہ نہیں کیا تھا اگر کیا تھا آپ کے ذمہ اس کا ایفاء ضروری نہیں،

مہربانِ من! اگر وہاں جا کر یہ کام ہو تو ضرور کیجیے اگر یہ کام آپ کے ہاتھوں ہو گیا تو یقیناً جان لیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے بہت بڑا کام لے لیا اور عرصۂ دراز کا اختلاف آپ کے ذریعہ سے اٹھا دیا جس کا بے حد ثواب آپ کو ملے گا، اب براہ مہربانی جلد اس کام کو انجام کو پہونچائیے اور جس کام کو آپ فرمائیں ہم ہر طرح مستعد و آمادہ ہیں۔ اگر خان صاحب بریلوی تحریر نہ دیں تو بھی ہمیں اطلاع دیجیے غرض خاموش ہو کر رہ جانا ٹھیک نہیں جس طرح ہو سکے جلد اس معاملہ کو طے کیجیے۔ فقط والسلام،

بندہ عبد الغنی تاجر خورجہ و خلیفہ کریم بخش عرف خلیفہ کلن تاجر خورجہ

مورخہ ۹ ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ ہجری یوم العرفہ

حافظ محمد عظیم صاحب نے اس رجسٹری کا بھی کچھ جواب نہیں دیا، اس رجسٹری کے روانہ کرنے سے قبل اور بعد میں حضراتِ دیوبند کی متواتر تحریرات آتی رہیں ہر تحریر میں یہی تقاضا کہ اس کام کو جلد کیا جائے تاخیر کیوں کی جاتی ہے نہایت زور سے یہ کام انجام کو پہونچائیے

چنانچہ حضرت سید المحدثین و سند المتکلمین جناب مولانا محمود حسن صاحب مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں حافظ محمد عظیم صاحب بلند شہری نے کیا جواب دیا ان سے جواب جلد لینا چاہیے اور اس معاملہ کو طے کرنا لازم ہے اگر ان سے کچھ نہیں ہو سکتا تو صاف انکار کریں اور اپنی مجبوری کا اقرار کرلیں۔ نیز دیگر تحریرات حضرات دیوبند اسی مضمون کی پہونچیں کہ بہت سرگرمی سے جس طرح ہو سکے اس کام کو کیا جائے مگر افسوس حافظ محمد عظیم صاحب نے کچھ بھی جواب نہیں دیا قبل اس کے جناب محمد خان صاحب رئیس بلند شہر کے مکان پر حافظ صاحب سے یہ عہد لے لیا تھا کہ اگر فاضل بریلوی تشریف نہ لا سکے تو آپ کو دستخطی تحریر اس مضمون کی دینی ہوگی کہ میں نے خان صاحب بریلوی کو مناظرہ کے لیے ہر چند مستعد و آمادہ کیا مگر خان صاحب بریلوی نے مناظرہ سے گریز کیا اور یہ بھی حافظ صاحب سے کہہ دیا تھا کہ آپ تحریر نہ بھی دیں تو بھی درصورت نہ آنے کے فاضل بریلوی کا مناظرہ سے فرار اور گریز سمجھا جائے گا۔ یہ سب گفتگو قبل رجسٹری نمبر ۳ کے ہو چکی تھی۔ جب اس رجسٹری ثالث کا بھی جواب نہ دیا مجبوراً مجھے پھر حافظ محمد عظیم صاحب کی خدمت میں بلند شہر آنا پڑا اور حافظ صاحب سے اپنی رجسٹری کا اس طرح جواب طلب کیا۔ حافظ صاحب اب اس معاملہ کو عرصۂ دراز گذر گیا یا تو آپ نے تحریر بریلی سے منگائی ہوتی اگر یہ نہ ہو سکا تو آپ کو لازم ہے کہ آپ اب یہ تحریر اپنے ہاتھ سے لکھ دیجیے کہ میں نے بہت کوشش کی مگر فاضل بریلوی کچھ جواب نہیں دیتے۔ حافظ صاحب سوائے خاموشی کے کچھ جواب نہیں دیتے تھے بالآخر کہا گیا کہ کچھ تو فرمائیے جس پر حافظ صاحب بولے کہ کوشش کروں گا اب تک تو کچھ جواب نہیں ہوا آئندہ کوشش کروں گا۔ کہا گیا کہ آپ مدت مقرر کر دیجیے کہ ایک ماہ یا دو ماہ یا چار ماہ میں ہم یہ تحریر منگا دیں گے۔ مگر حافظ صاحب فرماتے رہے کہ مدت تو مقرر نہیں کرتا جب خدا چاہے گا بلا دوں گا۔ بندہ کو بصد حسرت و افسوس بلند شہر سے واپس آنا پڑا۔

خورجہ آکر اب یہ فکر ہوئی کہ حضراتِ دیوبند کو کیا جواب دیں ان کو کیا منہ دکھلائیں کیونکہ اپنی نہایت مستعدی پر حضراتِ دیوبند کی دستخطی تحریر منگائی تھی۔ بالآخر نتیجہ یہ نکالا کہ ایک روز بلند شہر جاکر عمائدینِ شہر کو جمع کیا جائے اور مِن اولہٖ الیٰ اٰخرہ تمام خط وکتابت ان کو سنائی جائے جس میں حافظ محمد عظیم صاحب بھی موجود ہوں اگر اس وقت حافظ محمد عظیم صاحب تحریر کردیں تو فبہا ورنہ انہیں حضرات سے اِس کا فیصلہ کرالیا جائے اور وہی حضرات عمائد بلند شہر جو کچھ دونوں جانب کی تحریرات کا فیصلہ دیں لینا چاہیے اور اس کو تمام اہلِ اسلام کی خدمت میں پیش کردینا چاہیے۔ چنانچہ بلند شہر چل کر اس کام کے کرنے کے واسطے، محرم الحرام ۱۳۲۹ھ ہجری قرار پائی اور تاریخ مقررہ پر جناب مولانا مولوی محمد عبد الرحمٰن خان صاحب رئیس خورجہ اور مولانا عماد الدین صاحب شیرکوٹی مدرس مدرسہ خازن العلوم خورجہ وخلیفہ کریم بخش صاحب وبندہ عبد الغنی بلند شہر پہونچے اور جناب رئیس اعظم محمد خان صاحب آنریری مجسٹریٹ کے مکان پر قیام کیا اور میں اور خلیفہ کریم بخش صاحب حافظ محمد عظیم صاحب کی خدمت میں پہونچے کہ اس معاملہ کو عمائدینِ شہر کے سامنے پیش کر دیجیے اور جو کچھ وہ فیصلہ دیں اس پر عمل کیجیے۔ حافظ صاحب نے ٹلانا چاہا اور نہیں آئے بالآخر جب وقت بہت گذر گیا اور اہلِ شہر میں سے بعض اشخاص بھی جمع ہوگئے تو مجبوراً بعد نماز ظہر اہلِ بلند شہر کی طرف سے حافظ محمد عظیم صاحب کو بلانے کو آدمی بھیجا گیا مگر پھر بھی حافظ صاحب بعد عصر پہونچے تاکہ کچھ بھی نہ ہوسکے ہم تو خورجہ سے بلند شہر معہ چند اشخاص حافظ صاحب کی خدمت میں ۹ بجے صبح پہونچ جائیں اور حافظ صاحب اپنے گھر میں سے بھی نکل کر باہر نہ آئیں۔ افسوس

حافظ صاحب جب تشریف لائے دریافت کیا گیا کہ آپ کیا جواب دیتے ہیں کیا ابھی تک مولانا بریلوی کی تحریر نہیں آئی حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ ابھی وہ تحریر نہیں آئی جس کو اہلِ

خورجہ طلب کرتے ہیں، جناب مولوی صاحب بریلوی نے ایک اور خط مولانا اشرف علی صاحب کے نام بھیج دیا ہے اور یہ لکھدیا ہے کہ اِس خط کو تھانہ بھون لے جاؤ۔

کہا گیا ہے کہ آپ سے تو اہلِ خورجہ ایک تحریر اس مضمون کی چاہتے ہیں کہ فاضلِ بریلوی مناظرہ کے لیے وقت مقررہ پر تشریف لائیں آپ یہ خط ان کے جواب میں کیونکر پیش کرتے ہیں حافظ صاحب فرمانے لگے کہ بے شک یہ خط ان کا جواب نہیں ہو سکتا۔ آئندہ پھر کوشش کرونگا مجمع کی طرف سے سوال کیا گیا کہ آپ کب تک ایسی تحریر منگا دیں گے کوئی مدت مقرر فرما دیجیے تاکہ اس مدت تک آپ سے تحریر فاضلِ بریلوی کی لے لی جائے اور اگر اس وقت تک آپ تحریر نہ منگا سکیں تو آپ سے تحریر کرالی جائے کہ فاضلِ بریلوی نے مناظرہ سے گریز کیا۔

حافظ صاحب نے فرمایا کہ مدت تو میں مقرر نہیں کر سکتا کیونکہ میرے قابو میں نہیں کہ میں تحریر دے دوں جب خدا کو منظور ہوگا اس وقت منگا دوں گا ہاں کوشش کروں گا اور پہلے سے کر رہا ہوں جب خدا کر دے گا ہو جائے گا مجمع کی طرف سے کہا گیا کہ جناب اگر ایسا ہی آپ کا خیال تھا تو آپ پہلے اس زور شور سے کیوں وعدہ کرتے تھے اور آج اس طرح جواب دیا جاتا ہے، حافظ صاحب جس وقت نہایت مجبور ہوئے تو کیا عمدہ بات فرماتے ہیں، سو[1] کوئی کی خطا حافظ کے ذمہ لگائی جاتی ہے۔ اہلِ مجمع سب بے ساختہ ہنسے اور کہنے لگے کہ حافظ صاحب کو مجبور نہ کیا جائے ان کی کوئی خطا نہیں۔ انھوں نے نہایت کوشش کی اب کیا کریں مجبور ہیں پھر جو کچھ تحریرات ہوئی تھیں سب مجمع کے سامنے ایک شخص نے سنائیں بعد سن لینے کے حافظ محمد عظیم صاحب سے کہا گیا کہ آپ کیا فرماتے ہیں، حافظ صاحب نے فرمایا کہ میں تو کہہ چکا پھر مجمع نے حافظ صاحب سے یہ درخواست کی کہ آپ ہی یہ تحریر کر دیجئے کہ اب جو کچھ

---

[1] یعنی درحقیقت خطا اور قصور تو مولوی احمد رضا خان صاحب کا ہے میرے اس قدر تقاضائے شدید پر بھی کروٹ نہیں لیتے مگر الزام اور خطا میری بتائی جاتی ہے میں بے چارہ کیا کروں ۱۲۔

کوشش کی نہیں آئے آئندہ انشاء اللہ کوشش کروں گا اگر آگئے فبہا ورنہ تحریر لکھ دوں گا
بالآخر جب دیکھا کہ حافظ صاحب کسی طرح راضی نہیں ہوتے تو مجمع نے اپنی طرف سے یہ فیصلہ
مذکورہ ذیل تجویز کر کے اس پر موجودین نے دستخط فرمائے مگر چونکہ مغرب کا وقت قریب آچکا
تھا اس لیے بہت سے حضرات تشریف لے جا چکے تھے۔ حضرات بلند شہر کی تجویز اور ان کی رائے
اور فیصلہ مندرجہ ذیل ہے۔

فیصلہ حضرات بلند شہر

حافظ محمد عظیم صاحب تاجر بلند شہر و شیخ عبد الغنی صاحب خورجوی کے درمیان میں مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی و مولوی اشرف علی صاحب تھانوی و مولوی خلیل احمد صاحب مدرس مدرسہ سہارنپور و مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی میں جن مسائل میں اختلاف ہے یہ قرار پایا تھا کہ حافظ محمد عظیم صاحب مولوی احمد رضا خان صاحب کو بمقام خورجہ بغرض مناظرہ بلائیں گے اور شیخ عبد الغنی صاحب علماء مذکورہ دیوبند کو بلائیں گے۔ ان دونوں صاحبوں نے اپنا اپنا ذمہ کر لیا تھا چنانچہ آج ہم اہل بلند شہر کے سامنے اس امر میں فریقین میں گفتگو ہوئی اور وہ خط و کتابت جو فریقین میں ہوئی سنی لہذا ہم اپنے علم اور تحقیق کے موافق یہ شہادت دیتے ہیں کہ ہمارے نزدیک علماء دیوبند کی طرف سے مستعدی و آمادگی پائی جاتی ہے اور مولوی احمد رضا خان صاحب کی طرف سے پہلو تہی ثابت ہوتی ہے

مورخہ ۹ جنوری ۱۹۱۱ء مطابق ۷ محرم ۱۳۲۹ھ

احمد حسن امام العیدین بلند شہر بقلم خود عہ	محمد خان آنریری مجسٹریٹ بلند شہر	حکیم سردار احمد خاں طبیب بلند شہر بقلم خود
حکیم نیاز احمد بقلم خود ساکن بلند شہر	(حاجی شاہ سید) پیر علی (مجاز حضرت شاہ الٰہ بخش صاحب)	حافظ اکبر علی تاجر دویہ بلند شہر

ناظرین باانصاف کو اب یہ بات بخوبی معلوم ہو گئی ہو گی کہ حضراتِ دیوبند ہر وقت اور ہر جگہ فاضلِ بریلوی سے ان مسائل مختلفہ میں جن کی بنا پر فاضلِ بریلوی حضرت محی السنۃ قامع البدعۃ مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ و حضرت ستارۂ ہند مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی و جناب ماہر علوم عقلیہ و نقلیہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدفیوضہم وغیرہ کی تکفیر کر رہے ہیں۔ بلکہ جو ان کو کافر نہ سمجھے اس کو بھی کافر کہتے ہیں، ہر حال اور ہر وقت میں ہر ادنیٰ و اعلیٰ مناظرہ اور اظہار حق کے واسطے مستعد و آمادہ ہیں اور یہ مستعدی زبانی اور کاغذی ہی نہیں بلکہ میدانِ مناظرہ میں ہر وقت آنے کو مستعد ہیں بلکہ منتظر ہیں کہ کسی طرح فاضلِ بریلوی یا ان کے متبعین میں سے جس کی ہمت اور جرأت ہو آجائے فاضلِ بریلوی اور ان کے متبعین کی بھی تخصیص نہیں جس مذہب اور گروہ کا کوئی شخص ہو خواہ آریہ یا عیسائی سب کے مقابلہ کے واسطے ہر وقت مستعد رہتے ہیں۔

فاضلِ بریلوی اپنی بڑی دوڑ یہ رکھتے ہیں کہ کسی عالمِ حقانی کو کافر کہہ دیا کہیں ندوہ کی مخالفت پر کمر

عہ فریقین میں سے دستخط کسی کے نہیں کرائے گئے

عہ جس وقت عالیجناب سراج الملۃ والدین امیر حبیب اللہ خاں والیٔ دولت خداداد افغانستان خلد اللہ ملکہ سفرِ ہند میں تشریف لائے ہوئے تھے تو ایڈیٹر اخبار "پانیر" نے چھاپا کہ بریلی کا ایک مولوی امیر صاحب کی تکفیر کرتا ہے۔ گورنمنٹ کو توجہ ہونی چاہیے، ایسا نہ ہو کہ اپنے مہمان کے کان تک ایسی صدا پہونچے۔ جس وقت فاضلِ بریلوی کو یہ خبر ملی فوراً ایڈیٹر پانیر کو انگریزی میں یہ لکھا کر بھیجا کہ میں

بستہ ہو گئے، اہلِ ندوہ وغیرہ کی تکفیر کر دی فاضلِ بریلوی کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ جس کی آپ چاہیں تکفیر کرا لیں علماء کی تکفیر سے ان کو خوفِ خدا نہیں۔ اہلِ سلطنت کی تکفیر سے ان کو خوف نہیں ایسے شخص کو خدا سمجھے کہ جس کو مسلمانوں کو کافر بتاتے خوفِ خدا نہیں آتا۔

پہلے سے فاضلِ بریلوی جا بجا بڑے شد و مد سے شائع کرتے رہے ہیں کہ ہم علماء دیوبند سے مدت سے مناظرہ کی کوشش کر رہے ہیں مگر آج کیا خان صاحب کو سانپ سونگھ گیا کہ کیسی کیسی رجسٹریاں حافظ محمد عظیم صاحب نے بھیجیں اور ایک کے جواب میں بھی یہ نہ لکھا کہ ہم آتے ہیں یا کسی کو اپنا وکیل بنا کر بھیجتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ فاضلِ بریلوی کو فقط کاغذی گھوڑے ہی دوڑانے آتے ہیں یا گھر کی رکھی ہوئی مشین میں کفر ڈھالنا آتا ہے۔ نعوذ باللہ من شرور الفتنا۔

خدا ایسے متبعین خواہشات سے پناہ میں رکھے جنہوں نے عام مسلمانوں کو گمراہی میں ڈال رکھا ہے اور سب مسلمانوں کو راہ پر لگائے، آمین ثم آمین

اب اور سنیے، گلِ دیگر شگفت، اسی تاریخ ۷، محرم کو بعد مغرب حافظ محمد عظیم صاحب نے فرمایا کہ مولوی کرامت اللہ خان صاحب عشرہ محرم میں جو بیان بمقام بلند شہر فرمائیں گے اس میں ان مضامینِ کفریہ کو بھی دکھلا دیں گے۔ جن کی صراحۃ کی بنا پر مولوی احمد رضا خاں صاحب نے علماء دیوبند کی تکفیر کی ہے اور کتابیں بھی ہمراہ لائیں گے۔ آپ بھی ان عبارتوں کو دیکھ لیجیے جن کا مطالبہ انتصاف البری اور نو ہزاری اشتہار میں کیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا بیان حافظ صاحب نے ہم کو یہ ظاہر کر دیا کہ فاضل بریلوی کی طرف سے مایوسی نے حافظ صاحب کو اس طرف مائل کیا کہ خان صاحب دہلوی کو بریلوی کی سپر بنا کر ڈال:

بدنامی علیحدہ کرادیں اور دکھلادیں کہ خان صاحب بریلوی کے ادنیٰ حلقہ بگوش بھی اس کام کے واسطے کافی ہیں پھر اعلیٰ فاضل بریلوی کو تکلیف دینا لاحاصل۔ مگر ہمیں کیا چشم ما روشن دلِ ما شاد ہماری عین تمنا اور دلی آرزو یہی تھی کہ خواہ خان صاحب بریلوی اصالۃً یا وکالۃً کسی طرح مناظرہ پر جمیں اور مستعد ہوں اور کسی طرح اس نزاعِ باہمی کو طے کریں۔ ادہر سے بھی انشاء اللہ ہم اصالۃً یا وکالۃً جس طرح بریلوی صاحب مستعد ہوں ہم بلانے کو تیار ہیں چنانچہ حافظ صاحب کی تقریر کے موافق بندہ نے مناسب جانا کہ حضراتِ دیوبند کے شاگردوں میں سے کسی کو تکلیف دی جائے اور اعلان کر دیا جائے کہ خان صاحب بریلوی کی طرف سے جب حافظ صاحب مایوس ہوئے تو یہ طریقہ اختیار کیا بندہ نے اس اعلان کے واسطے فوراً اشتہار مذکورہ ذیل طبع کرایا اور دیوبند کو ایک شخص روانہ کیا کہ وہاں سے کسی صاحب کو لائیں۔ ادہر دہلی سے جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب مشہور واعظ دہلوی کو بھی تکلیف دی۔ نقل اشتہار مذکورہ درج ذیل ہے۔

نقل اشتہار عام جو بوقت تشریف آوری مولوی کرامت اللہ خان صاحب و حضرات دیوبند تقسیم ہوا۔

اشتہار عام

اہل اسلام بلند شہر کی خدمت میں خصوصاً اور جملہ مسلمانان کی خدمت میں عموماً عرض ہے کہ ایک عرصہ سے محض اصلاح و رفع فساد کی غرض سے ہماری یہ کوشش تھی کہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی جن عبارات کی بناء پر حضرات اکابر علماء کی تکفیر فرماتے ہیں۔ ایک

مجمع میں جن کے اندر فریقین کے علما جمع ہوں تصفیہ ہو جائے، چنانچہ حافظ محمد عظیم صاحب نے اس کی ذمہ داری لی مولوی احمد رضا خان صاحب کو اس موقع پر ضرور لائیں گے لیکن باوجودیکہ علماء دیوبند نے تشریف آوری کا پختہ وعدہ فرمایا اور تحریر بھی بھیج دی مگر اب حافظ محمد عظیم صاحب ایفاء وعدہ سے پہلو بچاتے ہیں اور اس قصہ کو بالکل ٹلانا چاہتے ہیں مگر ۷ محرم کو ایک مجمع میں حافظ محمد عظیم صاحب نے یہ بیان فرمایا کہ مولوی کرامت اللہ خان صاحب عشرۂ محرم میں جو بیان بمقام بلند شہر کریں گے اس میں ان عبارات کو بھی دکھلا دیں گے جس کا مطالبہ رسالہ انتصاف البری من الکذاب المفتری اور نو ہزاری اشتہار میں کیا گیا ہے، اس خبر کو ہم نے سن کر بعض حضرات علماء کو تشریف آوری کی تکلیف دی ہے تاکہ مولوی کرامت اللہ خان صاحب جو کچھ بیان فرمائیں وہ علماء کے سامنے فرمائیں۔ ورنہ تنہا پیش قاضی روی راضی آئی کا مضمون ہوگا۔ اگرچہ حافظ محمد عظیم صاحب اپنے عہد و پیمان کو پورا نہیں کر سکے مگر شاید مولوی کرامت اللہ خان صاحب سے ہی کچھ مکافات کر سکیں، حضرات علماء کے پراثر بیانات بھی اس موقعہ پر ہوں گے امید کہ جملہ حضرات مواعظ حسنہ کی برکات سے مستفیض ہوں گے۔ فقط والسلام

المشتہر

شیخ عبدالغنی خورجوی۔

نیز جس وقت مجمع علماء دیوبند وغیرہ بلند شہر میں ہوا۔ اہل بلند شہر چونکہ اس اختلاف کی مصیبت میں پہلے سے مبتلا تھے چاہتے تھے کہ کسی طرح یہ بلا جائے اشتہار مندرجہ ذیل انہوں نے بھی طبع کرا کر شائع کرا دیا۔

در کوشش کی کہ ان اختلافی مسائل کو جن کو مولوی کرامت اللہ خان صاحب بلند شہر آکر بیان کر جاتے ہیں گفتگو کر لیں مگر نتیجہ آپ کو آئندہ معلوم ہو جائے گا۔

نقل اشتہار منجانب اہل بلند شہر ایک ضروری اطلاع

حضرات ۹ عرصہ سے بلند شہر میں فروعی اختلافات میں نزاع چلا آتا ہے اور ہمیشہ مخالفت کا بازار گرم رہتا ہے لہذا بہتر ہے کہ یہ اختلافات باہمی کسی طرح طے ہو جائیں۔

میرے نزدیک اس سے زیادہ اچھا شاید کوئی دوسرا موقع نصیب نہ ہو۔ جب کہ خان صاحب بریلوی کے بعض خاص اتباع بلند شہر میں تشریف لائے ہوئے ہیں مناسب ہے اس گرانمایہ موقع کو ہاتھ سے نہ دیا جائے۔ طرفین کے علماء موجود ہیں، مسائل متنازعہ پر کافی بحث کر لی جائے اور آئندہ کے لیے اس مخالفت کا ہمیشہ کو خاتمہ کر دیا جائے امید کہ خان صاحب بریلوی کے اتباع خاص ضرور اس طرف متوجہ ہوں گے۔

المشتہر

محمد حبیب اللہ رفیق بلند شہری

مولوی کرامت اللہ خان صاحب ۹ محرم کو بلند شہر تشریف لا چکے اور بروز عشرہ جامع مسجد بلند شہر میں وعظ مقرر ہوا، ادہر مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب مشہور واعظ دہلوی بھی اسی روز بلند شہر پہونچ گئے، دیوبند سے جناب مولانا مولوی انور شاہ صاحب کشمیری مدرس مدرسہ دیوبند اور جناب مولانا مولوی مرتضی حسن چاندپوری مدرس مدرسہ دیوبند و جناب مولانا مولوی شبیر احمد صاحب مدرس مدرسہ دیوبند ۹ محرم کی شام کو خورجہ پہونچ گئے، صبح عشرہ

کو بندہ حضرات علماء دیوبند اور مولانا عبدالرحمن خان صاحب رئیس خورجہ و مولانا عماد الدین صاحب مدرس مدرسہ خازن العلوم کو لے کر بلند شہر پہونچا اسی روز مولوی کرامت اللہ خان صاحب کا وعظ مقرر ہو چکا تھا مناسب سمجھا کہ کسی کو ضرور وعظ میں شریک ہونا چاہیے۔ مولوی عماد الدین صاحب اور مولوی بدر الدین صاحب وعظ میں جاکر شریک ہوئے نیز بہت سے لوگ اطراف و جوانب کے جو اس خبر کو سن کر جمع ہوئے تھے جمیں بہت کثیر المقدار خورجہ کے اصحاب تھے وعظ میں شریک ہوئے اس وقت مجمع میں ماسوا اہل بلند شہر کے گلاوٹی سکندر آباد۔ خورجہ وغیرہ وغیرہ کے اصحاب موجود تھے جس وقت ہم وعظ میں پہونچے مولوی صاحب وعظ میں علم غیب اور قدرۃ کاملہ للاولیاء میں مستغرق تھے خوارق اور کرامات اولیاء اللہ بیان فرماتے تھے جس کا کوئی بھی منکر نہیں اور اس سے ثابت کرتے تھے کہ اولیاء اللہ کو ہر قسم کی قدرۃ ہے جو چاہیں کسی کو عطا کریں ان کو تمام باتیں معلوم ہیں بعد کسی کرامت کے بیان فرماتے، اب ان کو بھی مشرک کہہ دو، اب ان کو بھی بدعتی کہہ دو! مگر افسوس خان صاحب اس قسم کے دلائل معلوم نہیں کس کا دعویٰ باطل کرنے کو بیان فرماتے تھے یہاں کوئی بھی ان کو منع نہیں کرتا۔

جس وقت ہم سب لوگوں کو دیکھا اور مولوی بدر الدین صاحب مولوی عماد الدین صاحب وغیرہ سب پر نگاہ پڑ گئی تھی اہل مجمع خوب معلوم کر رہے تھے کہ معلوم نہیں مولوی صاحب اس وقت استغراق میں ڈوبے ہوئے ہیں یا کسی مقام ولایت میں ہیں کہ خان صاحب کی زبان سے ایک بھی جملہ با ربط نہیں نکلتا کبھی کچھ کہہ جاتے ہیں اور کبھی کچھ، کبھی فرمانے لگتے ہیں مجھے تو بالکل معلوم نہیں تھا تو میں بالکل اکیلا چلا آیا اور یہاں یہ مجمع ہو گیا

خان صاحب دہلوی کے نام ایک خط اہل بلند شہر نے بطور اطلاع بھیج دیا تھا جس پر خان صاحب دہلوی نے ارادہ ملتوی کر دیا۔ حافظ محمد عظیم صاحب وغیرہ بلند شہر سے دہلی

پہونچے اور کہا کہ وہاں کوئی بھی نہیں آتا اس طرح کہا ہی کرتے ہیں پھر خان صاحب نے ارادہ کیا مگر ان سب باتوں پر خان صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے خبر ہی نہ تھی افسوس ۔

خیر دہلوی خان صاحب بوقت وعظ نہایت پریشان تھے جس کو اہل مجمع خوب مشاہدہ کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ آج مولوی صاحب کو کیا ہو گیا جب بار بار فرماتے کہ آج میرے وعظ میں خدا کا شکر ہے کہ علماء بھی موجود ہیں اور فرماتے کہ اب ان کو بھی مشرک کہہ دو تب مولوی عماد الدین صاحب شیرکوٹی نے درمیانِ وعظ میں چاہا کہ مولانا سے اجازت لی جائے ۔ مگر داب مجلس کی وجہ سے بطورِ مشورہ مولوی بدر الدین صاحب کو بلا کر کہا کہ بار بار مولوی صاحب فرماتے ہیں مناسب کہ اجازت لے کر جواب دیا جائے مگر مولوی بدر الدین صاحب مانع ہوئے اور کہا کہ ختمِ وعظ پر کہنا چاہیے اس پر سکوت اختیار کیا مگر مولانا دہلوی آخر میں وہ اشتہار جام جس کو گذشتہ صفحہ پر نقل کیا گیا نکال کر فرماتے ہیں صاحبو! مجھے بالکل بھی خبر نہیں اور نہ میں نے کہا کہ میں وہ عبارتیں دکھلاؤں گا میرے اوپر خوامخواہ اتہام لگاتے ہیں اور فروعی اختلافات میں رنجشیں بڑھاتے ہیں ۔ مصافحہ سلام کلام ترک کرتے ہیں ، یہ اشتہار بلاوجہ شائع کر دیا الخ

اس تقریر پر فوراً مولوی عماد الدین صاحب نے اجازت چاہی مگر مولوی صاحب دہلوی نے فرمایا کہ ذرا ٹھہریئے ۔ تھوڑی دیر بعد مولوی عماد الدین صاحب اور مولوی بدر الدین صاحب نے اجازت لی ، مولوی بدر الدین صاحب نے اہل مجمع اور مولوی صاحب کو مخاطب بنا کر فرمایا کہ مولانا فرماتے ہیں کہ فروعی اختلافات میں سلام کلام ترک کر رکھا مگر میں مولانا سے مؤدبانہ دریافت کرتا ہوں کہ اگر یہ اختلافات فروعی ہیں تو تکفیر کرنی کونسی جگہ فروعی اختلافات میں آئی ہے ، فروعی اختلافات اور اس قدر شدومد سے تکفیر کہ وہ کافر اور جو ان کو کافر نہ سمجھے وہ کافر جو ان کے کفر میں شک کرے وہ کافر ، اگر فروعی اختلاف تھا تو یہ تکفیر اور ڈبل تکفیر کیسی

نیز سامعین کو معلوم ہو کہ ہم لوگوں کے اجتماع کی محض وجہ یہ ہے کہ اول تو حافظ محمد عظیم صاحب نے میاں شیخ عبدالغنی صاحب سے یہ فرمایا تھا کہ حضرات دیوبند کی دستخطی تحریر ہم کو منگا دو اور میں بھی فاضل بریلوی سے تحریر منگا دوں گا کہ وقت مناظرہ پر وہ تشریف لائیں گے، شیخ عبدالغنی صاحب نے عرصہ ہوا وہ تحریر دیوبند سے منگا دی مگر حافظ محمد عظیم صاحب نہ منگا سکے اور اب تک ٹلایا لیکن ۷، محرم کو بعد مغرب یہ فرمایا کہ مولوی کرامت اللہ خان صاحب تشریف لائیں گے اور وہ عبارات دکھلائیں گے لہذا ہم ان عبارتوں کے دیکھنے کے واسطے آئے ہیں جن کے دکھلانے کا مولانا نے وعدہ فرمایا ہے، مولوی کرامت اللہ خان صاحب نے فرمایا کہ اصل میں یہ اختلاف مولوی احمد رضا خان صاحب کا ہے وہ اگر مناظرہ کرلیں قصہ طے ہو جائے اور میں مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کو مناظرہ کے لیے لے آؤں گا مولوی عماد الدین صاحب نے فرمایا کہ اس سے قبل حافظ محمد عظیم صاحب نے بھی اسی طرح فرمایا تھا اور آپ بھی فرماتے ہیں حافظ صاحب تو آج تک بلاتے ہیں جو آپ بلائیں گے، آپ اس مضمون کو تحریر کر دیجیے اول تو خان صاحب دہلوی نے تحریر سے گریز کیا مگر آخر بہت کہنے سننے سے تحریر دینے پر راضی ہوئے تحریر میں چاہا کہ مدت مقرر کر دیجیے کہ اتنے عرصہ میں فلاں وقت تک میں ان کو مناظرہ پر آمادہ کر لوں گا اور لے آؤں گا۔ فرمایا کہ میں جا کر معلوم کر کے آپ کو اطلاع دوں گا۔ تحریر کا مسودہ ہی ہو رہا تھا کہ اتنے میں یہ خبر سن کر کہ مناظرہ کی بابت گفتگو ہو رہی ہے جناب مولانا مولوی حکیم عبدالرحمن صاحب خورجوی جناب مولانا مولوی حکیم سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب دامت برکاتہم ابن اسداللہ الغالب کو جامع مسجد میں لے آئے پھر کیا تھا اس وقت کی کیفیت دیکھنے ہی کے قابل تھی بیان میں نہیں آسکتی جناب مولانا نے بات چیت شروع فرمائی اور یہ تحریر لکھ کر مجمع کو سنائی۔

نقل تحریر

آج بتاریخ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ کو فیمابین بندہ عماد الدین شیر کوٹی اور بدر الدین ساکن گلاوٹی فریق اول و کرامت اللہ خان دہلوی فریق دوم یہ معاہدہ ہوا کہ فریق اول جناب مولانا مولوی محمود حسن صاحب مدرس اول مدرسہ دیوبند و جناب مولانا مولوی خلیل احمد صاحب مدرس اول مدرسہ سہارنپور و جناب مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم میں سے کسی ایک کو اور فریق دوم جناب مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب کو ان امور متنازعہ میں مناظرہ کرنے کے واسطے لائیں گے جن میں ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں تاریخ مناظرہ اور شرائط مناظرہ فریق دوم جناب فاضل اجل مولوی احمد رضا خاں صاحب سے یکم صفر ۱۳۲۹ھ تک دریافت فرما کر مطلع فرمائیں گے۔ شرائط مناظرہ وغیرہ اگر کسی امر میں فریقین اختلاف کریں گے تو اس کا تصفیہ پنچ مسلم فریقین کرے گا۔ ورنہ عام مسلمانوں میں تمام اقوال مناظرہ وغیرہ شائع کر دیے جائیں گے جس بات کو عام مسلمان طے کر دیں گے ہر فریق کو اس کی اتباع کرنی ہوگی۔ اس سے جو فریق منحرف ہوگا اس کا ہارنا اور مناظرہ سے گریز کرنا ثابت ہوگا۔ لہٰذا یہ معاہدہ لکھ کر اور فریقین کے دستخط کرا کر ہر دو فریق کو یہ معاہدہ دے دیا گیا تاکہ حجت ہو۔ فقط

اس میں جناب مولوی کرامت اللہ خان صاحب نے یہ فرمایا کہ ایک شخص نہیں بلکہ مناظرہ کے وقت ہر سہ حضرات موجود رہیں گے۔ جناب مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب نے فرمایا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب مناظرہ ایک سے فرمائیں گے یا تینوں سے۔ خان صاحب دہلوی نے فرمایا کہ مناظرہ تو ایک ہی سے ہوگا۔ تب سید صاحب نے فرمایا کہ پھر تین شخصوں کے موجود ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ ہی انصاف فرمائیے کہ جب ہم اپنے ایک بڑے شخص کو پیش کرتے ہیں

تو پھر ہر سہ حضرات کو طلب کرنا اس کے کیا معنی۔ خان صاحب دہلوی نے فرمایا کہ آپ یہ لکھ دیں کہ مناظر مولوی اشرف علی صاحب ہوں گے سید صاحب نے فرمایا کہ یہ آپ کا حق نہیں یہ امر ہمارے متعلق ہے ان حضرات ثلاثہ میں سے جس کو ہم چاہیں گے پیش کریں گے۔ تب مولوی کرامت اللہ خان صاحب نے فرمایا کہ میں اس کو مولوی احمد رضا خان صاحب سے دریافت کرکے کہوں گا۔ تب سید صاحب نے فرمایا کہ جب آپ کوئی بات بھی خود نہیں فرما سکتے تو تحریر فضول ہے۔ آپ دریافت فرما کر ہی بتلائیے۔ مگر یہ یاد رہے کہ فاضل بریلوی ہرگز مناظرہ نہیں کر سکتے۔

بندہ بریلی گیا تھا اور خان صاحب کے گھر میں جا کر اعلانِ مناظرہ دے آیا مگر خان صاحب سے کچھ بھی نہ ہوا اور اگر آپ مناظر ہی متعین کرنا چاہتے ہیں تو بندہ مناظرہ کرے گا۔ آپ لکھ لیجیے اس پر ایک صاحب نے فرمایا کہ واہ صاحب آپ سے فاضل بریلوی مناظرہ کریں گے۔ بھلا کلکٹر صاحب یا منصف صاحب کسی ادنیٰ چپراسی سے گفتگو کر سکتے ہیں۔ اس پر ابنِ شیرِ خدا نے فرمایا کہ حضرت بہت اچھا ہم چپراسی کے برابر ہی سہی مگر یہ تو فرمائیے کہ خان صاحب بریلوی کے گھر میں چپراسی، چوڑھا، چمار یا جس کے مقابلہ کے لائق وہ ہم کو سمجھیں کوئی ہے یا نہیں وہ جس کو لائق سمجھیں اس سے مناظرہ کرا دیں۔ تب ایک اور صاحب نے فرمایا کہ وہ بریلوی رنگ میں گھرے رنگے ہوئے تھے کہ خان صاحب گفتگو کرائیں (یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ مناظران کا ذلیل ہو)

حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب نے فرمایا کہ حضرات آپ کو معلوم نہیں بندہ نے رد التکفیر علی الفحاش التنظیر میں یہ ثابت کیا ہے کہ جو فتوائے حرمین شریفین سے خان صاحب بریلوی حضرات دیوبند کی تکفیر کا لکھوا کر لائے ہیں اسی کے حکم سے خان صاحب کافر ہیں اور جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے جو مولوی احمد رضا خان صاحب کے کفر میں کسی حال کسی طرح شک و شبہہ کرے وہ بھی قطعی کافر ہے۔ انتصاف البری من الکذاب المفتری میں یہ بیان کیا ہے کہ مولوی احمد رضا

خان صاحب نے جن مضامینِ کفریہ کی صراحتہ کا دعویٰ تحذیر الناس وغیرہ پر فرما کر تکفیر کی اور کرائی ہے
ان مضامین کو قیامت تک بھی ان عبارات اور ان رسائل سے کوئی ثابت نہیں کر سکتا اس میں خان
صاحب کی تخصیص نہیں وہ یا ان کا کوئی متبع ان کا معتقد عالم ہو جاہل پڑھا لکھا ہو یا ناخواندہ مرد
ہو یا عورت بچہ ہو یا بڑا اگر سچا ہے تو مردِ میدان بنے اور خان صاحب کی تکفیر اٹھا دے اور خان
صاحب کا اور اپنا ایمان ثابت کر دے اور جن مضامین کفریہ کی صراحتہ کا دعویٰ خان صاحب نے
فرمایا ہے اسے دکھادے، فرمائیے اب تو کوئی تخصیص نہیں کی اس میں تو ہم کوئی شرط ہی نہیں لگاتے
بلا شرط مناظرہ ہے کیا خان صاحب کی جماعت میں کوئی اتنا بھی نہیں کہ خان صاحب کا مسلمان
ہونا خان صاحب کے مسلمات کی رو سے ثابت کر دے اور جن مضامین کی صراحتہ کا دعویٰ کیا
ہے ان کو اردو رسائل میں سے پڑھ کر سنا دے۔ اور نہ سہی اتنے پڑھے لکھے تو آپ بھی معلوم
ہوتے ہیں آپ ہی ہمت کیجیے فرمائیے کچھ ہمت ہے کہو اس سے زیادہ اور مناظرہ پر کیا مستعدی
ہوگی پہلے کہا جاتا تھا کہ علماء دیوبند خداوندِ عالم جل وعلیٰ شانہٗ و جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
معاذ اللہ توہین کرتے ہیں اور گفتگو کو کہتے ہیں تو گفتگو نہیں کرتے فرمائیے اب کون گفتگو کرتا ہے
اور کون گفتگو اور تحقیقِ حق سے جان چراتا ہے۔ ابنِ شیرِ خدا کی اس پرزور تقریر سے مجمع کا رنگ
ہی بدل گیا اور وہ صاحب تو ایسے سر نیچا کر کے بیٹھے کہ پھر آخر تک سر نہ اٹھایا۔ پھر حضرت مولانا
سید حکیم مرتضیٰ حسن صاحب جناب مولوی کرامت اللہ خان صاحب کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ فرمایا
کہ مولانا ہم لوگ فقط اس وجہ سے حاضر ہوئے تھے کہ ہم کو یہ خبر معلوم ہوئی تھی کہ آپ نے ان
عبارات کے دکھانے کا وعدہ فرمایا ہے جن کو انصاف البری اور نوہزاری اشتہار میں طلب
کیا ہے۔ مولوی کرامت اللہ خان صاحب نے فرمایا کہ یہ بالکل غلط ہے اور واقعی میں نے یہ نہیں
کہا۔ حضرت مولانا موصوف نے پھر فرمایا کہ مولانا آپ نے جب نہ فرمایا تھا اب سہی آپ تو عالم فاضل

پیر مقتدا ہیں یہاں آپ کے مرید اور رسائل فریقین موجود ہیں ارشاد ہو تو حاضر کروں قصہ ابھی طے ہوا جاتا ہے مولوی کرامت اللہ خان صاحب اس پر بھی راضی نہ ہوئے تب مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب نے مولوی کرامت اللہ خان صاحب سے فرمایا کہ مولانا میں بریلی میں للکار کر کہہ آیا ہوں کہ قیامت آجائے گی۔ جس روز مولوی احمد رضا خان صاحب یا ان کے مریدین و معتقدین میں سے کوئی بھی ان کی تکفیر اٹھا کر ان کی مسلمات سے ان کا یا مولوی احمد رضا خان صاحب کو جو مسلمان کہے ان کا مسلمان ہونا ثابت کر دیگا یا جن مضامین کفریہ کی صراحتہ کا دعویٰ تحذیر الناس وغیرہ پر کیا گیا ہے ان کی تصریح تو درکنار لزوماً بھی ثابت کر دے گا اور یہ تحقیق کر دے گا کہ مصنف کی یہ مراد ہے۔

غضب خدا کا میرے ذمہ بہتان لگا دیا کہ اسکات المعتدی میں خدا کو صاف صاف جھوٹا کہہ دیا خدا کو جھوٹا سچا کہنا حنفی شافعی کا اختلاف بنا دیا۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ میں موجود ہوں رسالہ موجود ہے پھر اس زندے جھوٹ کا کیا ٹھکانا ہے اگر کوئی مجھ سے مناظرہ کر کے ان امور کو ثابت کر دے تو میں اس مجمع میں اقرار کرتا ہوں کہ مجھ کو گولی سے اڑا دیا جائے اگر تمام دنیا بھی جمع ہو جائے گی تو میرا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا کیونکہ ہم بفضلہ تعالیٰ حق پر ہیں حق کا مقابلہ باطل نہیں کر سکتا۔ یہ تمام تقریر سن کر مولوی کرامت اللہ خان صاحب نے فرمایا کہ اچھا میں اس کا جواب مولوی احمد رضا خان صاحب سے دریافت کر کے دوں گا۔ تب جناب مولانا مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب نے فرمایا آپ تحریر فرما دیجیے کہ ہم سے مرتضیٰ نے یہ تقریر کی اور ہم نے اس کو یہ جواب دیا۔ جناب مولوی کرامت اللہ خان صاحب نے یہی جواب دیا کہ لکھنے کی کیا ضرورت ہے ہم اتنے مجمع میں کہتے ہیں۔ سید صاحب نے فرمایا کہ جناب ابھی یہ قصہ حافظ محمد عظیم صاحب کا ہو چکا ہے ایسے ہی گینسو پور اور چندیانہ میں ہوا تھا۔ علی ہذا القیاس مولوی محمد حسین صاحب

وکیل فاضل بریلوی نے معاہدہ لکھا جس کا ذکر مفصل بسٔس المهاد لمن یخلف المیعاد میں مذکور ہے خان صاحب بریلوی کو سب سے انکار ہے اس وجہ سے خان صاحب بریلوی کے بارہ میں جوبات ہو تحریری ہونی چاہیے، مولوی کرامت اللہ خان صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ نہیں لکھنے کی کیا ضرورت ہے ہم استنے مجمع کے سامنے اقرار کرتے ہیں کہ مولوی احمد رضا خان صاحب سے دریافت کر کے یکم صفر تک جواب دیں گے۔

حضرت مولانا مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب نے جو تقریر فرمائی تو مجمع پر عجب رنگ تھا اور گویا دنیا ہی کا رنگ بدلا ہوا نظر آتا تھا۔ لوگ تعجب کرتے تھے کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے کہاں اہلِ دیوبند کو کہا جاتا تھا کہ مناظرہ سے پہلوتہی کرتے ہیں یہاں بالکل برعکس معاملہ ہے۔

واقعی مولوی کرامت اللہ خان صاحب اور ان کے مجمع کے لیے تو ۱۰ محرم پورے صدمہ ہی کا دن ہو گیا کہ صفحہ تاریخ پر یہ دن بھی نہایت موٹے حرفوں سے لکھنے کے قابل ہے یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ جھٹ عصر کی اذان کہلوادی چونکہ بعض بعض معتقدین کا رنگ بدلا ہوا نظر آتا تھا حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب مع اپنے تمام ہمراہیوں کے جامع مسجد سے تشریف لے جانے لگے تو ریلتا ہوا فقرہ جڑ دیا کہ دیکھو اذان ہونے کے بعد مسجد سے چلے گئے، مولوی کریم بخش صاحب مدرس مدرسہ گولاوٹھی موجود تھے گھڑی نکال کر دکھلادی کہ ابھی تو عصر کا وقت بھی نہیں ہوا، عصر کا وقت تو نہ ہوا تھا مگر جس غرض سے اذان کہلائی تھی اس کا وقت تو ہو گیا تھا مقصود تو یہی تھا کہ گفتگو ختم اور مجمع منتشر ہو جائے۔

پھر جابجا اور حضرات کے متعدد وعظ ہوئے اور اہلِ بلندشہر میں عام کھلبلی پڑ گئی عرصہ سے خان صاحب دہلوی کہیں کی گھاس کہیں کا تنکا جمع کر کے ایک ڈھیر لگا دیتے تھے اور سامعین کے دل اپنی طرف مائل کر لیتے تھے آج اس میں روڑا اٹک گیا اور اہلِ بلندشہر کو معلوم

ل مولوی صاحب خود تو کیا جواب دیتے باوجود یاد دہانی اور رجسٹری بھیجنے کے بجائے یکم صفر کے ۱۰ صفر تک جواب نہ دارد۔

ہو گیا کہ علماء ان کو کہتے ہیں سچ ہے حقانیت اپنا اثر دکھلا دیتی ہے۔ جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب نے گیارہ کی شام کو جامع مسجد میں وعظ فرمایا کہ خان صاحب دہلوی کسی طرح اُن عبارتوں کو دکھلا دیں جن کی بنا پر اتنے مجمع کی تو بت آئی نیز مجمع عام میں جب کہ مریدین خان صاحب موجود تھے کہا گیا "جو شخص مولوی کرامت اللہ خان صاحب کو جو اس وقت یہیں مقیم ہیں مناظرہ کے لیے لائے اس شخص کو پانچ سو روپیہ محض اس لیے دیئے جائیں گے کہ جن عبارتوں کے دکھلانے کا وعدہ کیا تھا دکھلائیں اور ہم اجازت دیتے ہیں کہ جس وقت تک ہم یہاں مقیم ہیں اس وقت تک مستعد کر دے۔ نیز پانچ سو روپیہ کا وہ شخص مستحق ہے کہ جو فاضل بریلوی کو مناظرہ پر راضی کر دے اور ہم دعویٰ کر کے کہتے ہیں کہ کوئی شخص ان دونوں خانصاحبوں کو کیا معنی جہان بھر میں سے کسی کو بھی کوئی نہیں لا سکتا اور میں کہتا ہوں کہ اگر نعوذ باللہ ان حضرات دیوبند کو کافر کہہ دیا تو دنیا میں کوئی شخص مسلمان نہ ہو گا" جو صاحب بوقت وعظ موجود تھے ان کے دل جانتے ہیں اور اُن صاحبوں نے زبانی بھی شہادت دی اور حق واضح ہو گیا۔

غرض مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب نے دسویں کی شام کو بعد عشاء اور گیارویں کو بعد عشاء ایسا صاف صاف بیان رد بدعات میں فرمایا کہ سامعین ہی کا دل جانتا ہے اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو جزائے خیر عنایت فرمائے اور لطف یہ تھا کہ جو دعویٰ فرماتے تھے اس کے ثبوت پر آیت کلام اللہ تلاوت فرماتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ ہمارے مخالف بھی ثبوت مدعی میں ایسے ہی نصوص قرآنیہ پیش کریں ان آیتوں کے مقابلہ میں قصص و حکایات اور خوابوں کو بیان کیا جاتا ہے منبروں پر بیٹھ کر لوگوں کو کافر کہتے ہیں اور وقت پر بغلیں جھانکتے ہیں۔ ہم مناظرہ کے لیے بالکل تیار ہیں۔

گیارہ کی صبح کو سرائے کی مسجد میں قبل جمعہ مولانا مولوی شبیر احمد صاحب نے نہایت

پر اثر وعظ فرمایا کہ جس کی تاثیر اور حقانیہ کو سامعین کے دلوں سے پوچھا جائے بعد نماز جمعہ اس میں مولانا و بالفضل اولانا بحرالعلوم زمانہ جناب سید انور شاہ صاحب مدفیوضہم العالیہ نے وعظ فرمایا اللہ اللہ اہل بلند شہر نے دیکھ لیا کہ علماء ربانی یہ ہوتے ہیں حضرت مولانا نے سنت و بدعت کی تحقیق نہایت فصاحت و بلاغت اور وضاحت سے فرمائی جس کا بیان میں لانا ہماری قدرت سے باہر ہے۔ عصر کا وقت آگیا بعد نماز عصر پھر حضرت مولانا مولوی حکیم سید مرتضیٰ حسن صاحب نے ایک مختصر مگر نہایت پر جوش تقریر فرمائی کہ جس سے لوگوں کے دل ہل گئے جس کا خلاصہ یہ تھا کہ حضرات ہم پر اور ہمارے اکابر پر وہ الزام لگائے گئے کہ جن کو کہنا اور ان کا عقیدہ رکھنا تو درکنار مسلمان کی زبان سے نقل بھی بدقت ہوتے ہیں۔ اس مجمع میں بہت سے حضرات ہیں جن کی مبارک آنکھوں نے حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب شمس الاسلام والمسلمین رحمہ اللہ تعالیٰ فی العالمین اور حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب رشید الحق والملۃ والدین قدس سرہما کا شرف زیارت حاصل کیا ہوگا۔ انھیں برگزیدہ اور اخیار امت کی نسبت یہ بہتان باندھا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم زمانی سے انکار کرتے ہیں آپ کو گالیاں دیتے ہیں۔ آپ کے علم سے نعوذ باللہ شیطان لعین کے علم کو زیادہ کہتے ہیں۔ بھلا علماء حرمین کیا یہ تو وہ بات ہے کہ اگر ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان سے بھی کہا جائے تو وہ بھی اس کے قائل کو کافر کہے گا۔ صاحبو! جواب ہمیشہ سوال کے مطابق ہوتا ہے اگر یہی سوال مولوی احمد رضا خان صاحب کی نسبت بھی ہو تو ان کو بھی عالم کافر ہی کہے گا علیٰ ہٰذا القیاس مولانا مولوی خلیل احمد صاحب و جناب مولانا مولوی حافظ اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم کی نسبت بھی اسی قسم کے الزام تراشے گئے، یہ ظلم بھی قابل تحمل تھا منتقم حقیقی کے یہاں روز جزا اسی لیے قائم کیا گیا ہے۔ لیکن مسلمانو! انصاف طلب یہ امر ہے کہ اگر ہم نے اس لحاظ سے سکوت کیا اور کرتے ہیں کہ کسی کے کافر کہنے سے وہ شخص جو عند اللہ مسلمان ہے کافر

نہیں ہوسکتا اور اگر کوئی عند اللہ کافر ہے تو تمام عالم بھی اگر اس کو ولی کہے تو اس کو کیا نفع۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب یہ فرماتے ہیں کہ دیکھو اگر کافر نہ ہوتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہ دی ہوتیں خداوند عالم کی توہین نہ کی ہوتی تو جواب دیتے اور اس میں عام مسلمان دھوکہ میں پڑتے ہیں اور اگر ہم جواب کے لیے مستعد ہوتے ہیں مناظرہ کی غرض سے آتے ہیں تو بلند شہر کا قصہ آپ ہی صاحبوں کے سامنے کل سے کیا رمضان شریف سے ہو رہا ہے چونکہ یہ قصہ بالکل حق اور سچا ہے اور مسلمانوں میں مولوی احمد رضا خان صاحب کی وجہ سے ایک عام بے چینی پھیلی ہوئی ہے کیونکہ وہ تو یہ فرماتے ہیں کہ ان مقدس حضرات کو اگر کوئی کافر نہ کہے یا کسی وجہ سے کافر کہنے میں شک و احتیاط کرے تو وہ بھی کافر۔ غضب یہ ہے اس کا نکاح جاتا رہا۔ اپنی بیوی سے حرام کرتا ہے اس کی اولاد صحیح النسب نہ ہو گی۔ یہ قصہ تھوڑا نہیں ہے خان صاحب کی سیف قلم نے اہل اسلام کے سر ہی قلم نہیں کیے بلکہ دین اسلام کی نسبت بیوی بچے الگ کر دیئے ہم سخت حیران ہیں کہ اس فتنہ کا کیا علاج ہے اگر آپ صاحب اس قصہ کو تحریر فرما کر اپنے دستخط فرمائیں تو اور اہلِ اسلام کے واسطے غالباً باعثِ اطمینان ہوگا اس پر اکثر حضرات آبدیدہ ہو گئے اور نعوذ باللہ نعوذ باللہ فرما کر سب نے باتفاق فرمایا کہ ہاں ہم سب اس مضمون پر دستخط کرتے ہیں چنانچہ مضمونِ ذیل پر دستخط فرمائے جو ہدیہ ناظرین ہے۔

وہ مضمون جس پر اہل بلند شہر وغیرہ نے دستخط فرمائے

ہم اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ بلاشبہ حضراتِ دیوبند مناظرہ پر بالکل مستعد ہیں اور مولوی احمد رضا خان صاحب اور مولوی کرامت اللہ خان صاحب کی جانب سے بالکل پہلو تہی ہے حضراتِ دیوبند کے بیانات بالکل صاف اور سچے ہیں ان حضرات کا یہ دعویٰ ہے

کہ ہم اعتقاداً و عملاً حنفی ہیں اگر کوئی بات ہمارے مذہب حنفی یہ حقیقی کے کوئی صاحب خلاف ثابت کر دیں گے ہم اس کو بسر و چشم قبول کرنے کے لیے تیار ہیں اس سے زیادہ اور صفائی کی کیا بات ہوگی ان حضرات پر یہ الزام بالکل بے جا ہے کہ خداوند عالم جل و علی شانہٗ و جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں اگر یہ الزام واقعی ہے تو مولوی احمد رضا خان صاحب کی جماعت میں سے کوئی صاحب کیوں نہیں ثابت فرماتے، ہمارے روبرو دو دن تک اس کا مطالبہ کیا گیا کہ کوئی شخص اردو رسائل میں سے وہ عبارات نکال دے جن میں وہ مضامین کفریہ صراحۃً ہوں جن کی بنا پر تکفیر کی گئی ہے یا لزوماً ہی ثابت کر کے مراد متکلم ہونا ثابت کر دے جس پر تکفیر ہو سکے ہم توبہ کرنے کو مستعد ہیں مگر قیامت تک کوئی مخالف نہیں ثابت کر سکتا۔ انشاء اللہ ثم انشاء اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ اور کوئی کیا اپنی صفائی ثابت کر سکتا ہے جو یہ حضرات بیان فرماتے۔

اہل مجمع مختصراً درج ذیل ہیں۔

حافظ محمد حمایت اللہ بقلم خود بلند شہری، محی الدین گلاؤٹھی، عظمت علی ولد سید عنایت علی ساکن بلند شہر، عبد الواحد ساکن بلند شہر، رحمت اللہ ولد محمد بخش ساکن بلند شہر، ابراہیم خان ساکن خورجہ، عبد اللطیف بلند شہر، محمد اسحاق ساکن بلند شہر، محمد سمیع اللہ ساکن بلند شہر، محمد شفیع ساکن بلند شہر، محمد عبد اللطیف خان خورجہ، محمد بشارت خان، ولد قادر بخش خان زمیندار اکبر پور، مشیت اللہ جنت فروش ساکن بلند شہر، منشی عبد اللطیف خان، محمد اسماعیل خان اکبر پور، احمد شفیع ساکن بلند شہر، محمد شبیر علی لکھنوی ہیڈ مولوی ہائی سکول، نور محمد ساکن سکندرآباد، رحیم بخش سکندرآباد، حافظ الٰہ بخش ساکن سکندرآباد، محمود الحسن ساکن بلند شہر، عبد الرزاق ساکن بلند شہر، محمد مظہر الحق الٰہ بخش عفی عنہ چاندپوری وارد حال بلند شہر، بندہ کریم بخش عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ قصبہ گلاؤٹھی ضلع بلند شہر، علی جان بقلم خود ساکن، عبد المجید بقلم خود بلند شہر، آغا رفیق بلند شہری بقلم خود، محمد رحمت اللہ

رحمت بلندشہری بقلم خود، عبدالمجید ولد عبداللہ بقلم خود ساکن بلندشہر، شفقت علی بقلم خود ساکن گلاؤٹھ، سکندر علی خاں بقلم خود، منشی محمد قادر بخش عطار بلندشہر بقلم خود، بندہ احمد اللہ بلندشہری بقلم خود محب اللہ بلندشہری بقلم خود، اعظم علی شاہ بلندشہر، محمد عبداللہ خاں خورجوی، رحمت اللہ خاں، عبدالرحمن خان، عبدالسبحان خان، محمد ابراہیم خاں کمال پوری، عظیم داد خان، مولا بخش خان، حافظ محب اللہ بلندشہری، افضل خان کمال پوری، درونہ بشارت خان ولد نواب احمد خان اکبر پوری، قادر بخش خورجوی، حافظ محب اللہ خورجوی، قاسم آہنگر خورجوی، مولوی وزیر محمد موضع خلیفہ کلن، ملاں محب اللہ، حافظ عبدالرحیم، محمد حسین، عنایت اللہ، حاجی عبداللہ، محمد عمر، عبدالغنی عبدالغنی ثانی، منشی محمد اسماعیل، حافظ محمد ابراہیم، حافظ محمد ابراہیم ثانی، اسماعیل خان، دفتری محمد اسحاق (مولوی) عبدالرحمن خان، حافظ مشیت اللہ، عبدالحکیم، حافظ ابراہیم محمد حسین، اسحاق، خدا بخش، امام بخش، عبدالحکیم، عبدالنور، نظر محمد، محمد عمر، رحمت اللہ، اسماعیل، علی بخش، عبدالمجید، حاجی محمد وزیر، عبدالرحمن خان، عبدالحی جفت فروش، کالا بجر قصاب حافظ بہادر، طوالت کی وجہ سے اسی پر اکتفا کیا گیا ورنہ دستخط تمام مجمع نے کیے ہیں۔

ہاں یہاں ایک مضمون قابل بیان ہے شاید ناظرین کو خلجان ہو کہ جب حضراتِ دیوبند مناظرہ پر اس قدر مستعد اور آمادہ ہیں تو مولوی کرامت اللہ صاحب نے جو یہ شرط فرمائی تھی کہ بوقت مناظرہ حضراتِ ثلاثہ تشریف فرما ہوں گو خلافِ انصاف تھی مگر قبول کر لیتے آخر قصہ ہی طے کر نا تھا دروازہ تک تو پہونچا دیتے یہ کہنے کا تو موقع نہ ملتا کہ یہ شرط کیوں نہ قبول کر لی جس پر تحریر معاملہ ملتوی ہو گئی۔

تو جواب یہ ہے کہ حضرت مولانا مولوی سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب فاضلِ بریلوی کو خوب پہچانتے ہیں، جناب اس شرط کا قبول نہ کرنا اس پر مبنی نہیں ہے کہ مناظرہ سے اعراض تھا بلکہ

نمایت شوق پر مبنی ہے ملاحظہ ہو کہ تحریر سابق تینوں حضرات کی طرف سے ہے جب
پہلے تینوں حضرات دستخط فرما چکے تو اب قبول کرنے میں بھی اصرار نہ تھا گو اس کا قبول
کرنا بالکل خلاف انصاف تھا مگر بات یہ ہے جس وقت حضرات ثلاثہ کی تحریر خورجہ گئی تھی اس
وقت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب یہاں موجود تھے اس وقت کو تو خانصاحب نے سکوت
میں ٹلا دیا اب مولانا موصوف حج کو تشریف لے گئے ہیں اگر معاہدہ میں اس کی تصریح ہو جاتی
کہ بوقت مناظرہ تینوں حضرات رونق افروز ہوں اور خانصاحب صفر کی ۱۰، ۱۱، ۱۲ تاریخ مقرر
کر دیتے اور ہم دو ہی حضرات کو تکلیف دیتے تو خانصاحب کو مناظرہ کرنے کا کھلا ہوا اور
صاف موقع تھا کہ خلاف معاملہ مناظرہ نہیں کرتا دیکھو یہ ان لوگوں کی طرف سے خلاف
شرط ہوا یا مناظرہ سے گریز ہے یا تاریخ وہ مقرر ہوتی کہ جب مولانا موصوف حج سے تشریف
لے آتے اس میں دیر ہوتی اور مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب یہ چاہتے تھے کہ مناظرہ جلد
ہو کر قصہ طے ہو جائے فرمائیے اب اس شرط کا منظور نہ کرنا مناظرہ سے گریز پر مبنی ہے یا
اس شرط پر اصرار حضرت سچا ہر طرح سچا ہے اور اگر کوئی اس بات کو نہ مانے تو بسم اللہ
جب نہ سہی اب سہی، مولوی کرامت اللہ صاحب بھی شرط لگا لیں کہ بوقت مناظرہ ہر سہ
حضرات تشریف فرما ہوں گے لیکن اگر تاریخ مناظرہ قبل تشریف آوری جناب مولانا مولوی
خلیل احمد صاحب ہوئی تو صرف دونوں حضرات تشریف لائیں گے ورنہ ہر سہ حضرات فرمائیے
اب کونسا عذر باقی رہ گیا، یہ تو سب کچھ ہے مگر خفائیتہ کہاں سے لائیں اور وہ رسالہ کہاں
سے پائیں جن میں وہ مضامین کفریہ صراحۃً ہیں۔ آخر میں جملہ اہل اسلام سے استدعا ہے کہ
حسبۃً للہ تعالیٰ یہ واقعہ بالکل صحیح و سچا عام اہل اسلام کے نفع کی غرض سے شائع کیا ہے
تاکہ حق واضح ہو اور خلقت مولوی احمد رضا خانصاحب کے کید سے بچے واللہ تعالےٰ

ہوا لموفق پہلے مولوی احمد رضا خانصاحب کی جانب سے ایک عذر ہوتا تھا کہ مناظرہ
بڑوں میں ہونا چاہیے تاکہ تو تو میں میں نہ ہو۔ مگر افسوس کہ اب اس طرف کے برگزیدہ
اور مسلم بڑے حضرات کی بھی دستخطی تحریر اسی رسالہ میں موجود ہے جن سے خانصاحب
مناظرہ چاہتے تھے اب نہ معلوم پہلو تہی کی کیا وجہ ہے انصاف اہل اسلام کے ہاتھ میں
ہے جو واقعہ صحیحہ تھا اس کو اہل اسلام کی اطلاع کی غرض سے شائع کر دیا اور یہ بات بھی
قابل اظہار ہے کہ جناب مولوی کرامت اللہ خان صاحب سے یہ مجھ کو امید نہیں ہے
کہ وہ ان حضرات کی تکفیر فرما کر مولوی احمد رضا خانصاحب کے ساتھ ہوں گے ان سے
مقابلہ فقط اسی بنا پر ہوا کہ ان کی نسبت یہ امر مشہور کیا گیا تھا کہ وہ عبارات کفریہ کو
تحذیر الناس وغیرہ میں دکھائیں گے۔ سو الحمد للہ تعالیٰ کہ مولوی صاحب نے اس سے
صاف انکار فرمایا۔ واللہ تعالیٰ ھو الھادی وعلی رسولہ الصلوٰۃ والسلام وعلیٰ
آلہ واصحابہ اجمعین۔

بندہ شیخ عبد الغنی تاجر خورجہ

۱۰ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ ہجری نبوی

انجمن کی مطبوعہ زیر طبع کتب

قامع البدعہ:۔ از مولانا محمد حنیف مبارکپوریؒ۔ حضرت شیخ الہندؒ کے اشعار مرثیہ پر جو اعتراضات گلابی شیعوں کی طرف سے کیے گئے ہیں ان کے مسکت جوابات نیز حضرت مولانا اسمٰعیل شہید و دیگر علماء دیوبند کی عبارات پر سے الزامات کا دفعیہ۔ قیمت ۳/ روپیہ

الدلائل القاہرہ:۔ از احمد رضا خاں صاحب۔ جناب احمد رضا خاں صاحب کا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس پر فتویٰ کفر جو ۱۹۴۲ء میں مسلم لیگ پر یہ کہتے ہوئے چسپاں کیا گیا کہ انہی لوگوں نے مسلم لیگ قائم کرلی ہے اس لیے وہی فتویٰ آج مسلم لیگ پر بھی لاگو ہے۔ اس فتویٰ پر نورانی صاحب کے والد عبد العلیم صدیقی میرٹھی صاحب بمعیت انشی رضاخانی علماء کے دستخط ثبت ہیں نیز مولوی ابو البرکات صاحب کا وہ فتویٰ بھی شامل کر دیا گیا ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ قائداعظم مسٹر محمد علی جناح کی تعریف کرنے والا شخص مرتد ہے اور اس کا نکاح بھی ٹوٹ گیا نیز ایسے شخص کا بائیکاٹ کیا جائے۔ قیمت ڈھائی روپے

تکفیری افسانے:۔ از مولانا نور محمد صاحب۔ رضاخانی کتابوں کے ان مضامین کا مستند مجموعہ جن میں تقریباً ہر ایک نمایاں اور خادم ملت مسلمان پر کفر کا حکم لگایا گیا ہے۔ (اعاذنا اللہ) مع سپاسنامہ جو بریلوی پیروں نے جلیانوالہ باغ میں گولی چلانے والے رسوائے زمانہ ظالم انگریز جنرل اوڈوائر گورنر پنجاب کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ کتاب بڑی دلچسپ ہے۔
قیمت چھ روپیہ

تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار:۔ از انور احمد ایم کام: جس میں مصور پاکستان ڈاکٹر اقبال اور بانی پاکستان قائد اعظم بریلویوں کی نظر میں کیا تھے؟ نیز مصور پاکستان کے خلاف ایک سازش کا انکشاف مسلم لیگ میں دیوبندیوں کی اکثریت بریلویوں کا پاکستان کو کفری سلطنت قرار دینا اور بنارس سُنی کانفرنس کی حقیقت وغیرہ موضوعات پر بریلویوں کے ناقابل تردید حوالجات سے ثابت کیا گیا ہے کہ بریلویوں نے تحریک پاکستان کی نہ صرف مخالفت کی بلکہ اس کو ناکام بنانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ جدید ایڈیشن باضافات کثیرہ زیر طبع ہے۔ قیمت

الشہاب الثاقب:۔ از شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ۔ حسام الحرمین کا ایسا دندان شکن جواب جو رضاخانی دوستوں کو قیامت تک یاد رہے گا۔ اس ایڈیشن کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ حضرت مدنی رحؒ اور شہاب ثاقب پر پروفیسر محمد مسعود صاحب کی طرف سے وارد کئے گئے تمام اہم اعتراضات کے جوابات بطور مقدمہ اس ایڈیشن میں شامل کر دیے گئے ہیں۔ زیر طبع

مجموعہ رسائل چاندپوری جلد اول:۔ از مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ۔ سات رسالوں کا مجموعہ مولانا چاندپوریؒ کے رسائل ردِ رضاخانیت میں ایک نمایاں امتیازی مقام رکھتے ہیں جن کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے نیز ایک انتہائی وقیع مقدمہ بھی اس ایڈیشن میں شامل کر دیا گیا ہے۔

قیمت

مجموعہ رسائل چاندپوری جلد دوم:۔ از مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری زیر جمع و ترتیب

فصل الخطاب فی مسئلۃ الغراب:۔ مجموعہ فتاویٰ علمائے ہند مسئلہ غراب آخری اور فیصلہ کن کتاب۔ زیر طبع۔

ناصمۃ الظہر فی بلند شہر:۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ و دیگر علماء دیوبند کے مناظرہ پر آمادہ ہو جانے کے بعد ان کے مقابلہ سے احمد رضاخان صاحب کے فرار کی تفصیلی روداد۔ قیمت ۳ روپے۔

(اصل) وصایا شریف:۔ از احمد رضاخان صاحب۔ غیر محرف اور اصلی وصایا شریف آگرہ کے ایڈیشن کا عکس معہ ایک مقدمہ جس میں بریلوی حضرات کی تحریفات پر تفصیلی کلام کیا گیا ہے۔ زیر طبع۔

اطہر الیاس

نذر اطہر ہاشمی

بریلویوں کے سابق مفتیِ اعظم پاکستان، جناب ابو البرکات صاحب کے والدِ ماجد، دار العلوم حزبُ الاحناف لاہور کے بانی اور بریلویوں کے "امام المحدثین" جناب مولوی دیدار علی صاحب الوری نے جب مصورِ پاکستان علامہ اقبال مرحوم پر کُفر کا فتویٰ لگایا تو اس پر علامہؒ نے درجِ ذیل چار شعر کہے تھے:

گر فلک در الور اندازد ترا
اے کہ می داری تمیزِ خوب و زشت

گوئمت در مصرعۂ برجستہ
آنکہ بر قرطاسِ دل باید نوشت

آدمیت در زمین او مجو
آسماں ایں دانہ در الور نہ کشت

کشت اگر ز آب و ہوا خرم رستہ است
زانکہ خاکش را خرے آمد سرشت

(روزگارِ فقیر جلد دوم ص ۲۳۲)